852

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 21۔اکتوبر 2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات منصوبہ بندی و ترقیات، انفارمیشن ٹیکنالوجی، اطلاعات اور خزانہ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

جنوبی پنجاب کی ترقی پر عام بحث

ایک وزیر جنوبی پنجاب کی ترقی پر بحث کے لئے تحریک ایوان میں پیش کریں گے۔

854

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا چودھواں اجلاس

بدھ، 21-اکتوبر 2009

(یوم الاربعاء یکم ذیقعد 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡإِنسَٰنُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ ٱلۡكَرِيمِo ٱلَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّىٰكَ فَعَدَلَكَo فِيٓ أَيِّ صُورَةٖ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَo كَلَّا بَلۡ تُكَذِّبُونَ بِٱلدِّينِo وَإِنَّ عَلَيۡكُمۡ لَحَٰفِظِينَo كِرَامٗا كَٰتِبِينَo يَعۡلَمُونَ مَا تَفۡعَلُونَo إِنَّ ٱلۡأَبۡرَارَ لَفِي نَعِيمٖo وَإِنَّ ٱلۡفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٖo يَصۡلَوۡنَهَا يَوۡمَ ٱلدِّينِ o وَمَا هُمۡ عَنۡهَا بِغَآئِبِينَo وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِ ثُمَّ مَآ أَدۡرَىٰكَ مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِo يَوۡمَ لَا تَمۡلِكُ نَفۡسٞ لِّنَفۡسٖ شَيۡـٔٗاۖ وَٱلۡأَمۡرُ يَوۡمَئِذٖ لِّلَّهِo

سُوۡرَةُ الانفطار 6 تا 19

اے انسان! تجھ کو اپنے پروردگار کرم گستر کے باب میں کس چیز نے دھوکا دیاo (وہی تو ہے) جس نے تجھے بنایا اور (تیرے اعضا کو) ٹھیک کیا اور (تیرے قامت کو) معتدل رکھاo اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیاo مگر ہیہات تم لوگ جزا کو جھٹلاتے ہوo حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیںo عالی قدر (تمہاری باتوں کے) لکھنے والےo جو تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیںo بے شک نیکوکار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گےo اور بدکردار دوزخ میںo (یعنی) جزا کے دن اس میں داخل ہوں گےo اور اس سے چھپ نہیں سکیں گےo اور تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟o پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟o جس روز کوئی کسی کا بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز خدا ہی کا ہو گاo

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

آپ سا دونوں جہاں میں نظر آیا ہی نہیں
کیونکہ اللہ نے کوئی اور بنایا ہی نہیں
آپ نے جب سے نوازا ہے یا رسول اللہ
میں نے دامن کسی چوکھٹ پہ پھیلایا ہی نہیں
کوئی محبوب کا ثانی نہ مُحب کا ہمسر
ایک کا جسم نہیں ایک کا سایہ ہی نہیں
جس نے سرکار کے چہرے کی زیارت کر لی
اُس کی نظروں میں کوئی اور سمایا ہی نہیں

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

پوائنٹ آف آرڈر

اسلامک انٹر نیشنل یونیورسٹی اسلام آباد میں بم دھماکے سے شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت

وزیر مقامی حکومت وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ آج کی کارروائی شروع کرنے سے پہلے کل انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد میں دہشت گردی کا جو افسوسناک واقعہ پیش آیا ہے اس واقعہ میں شہید ہونے والوں کے ایصال ثواب کے لئے دعائے مغفرت کروائی جائے۔

چودھری سرفراز افضل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! میں on the floor of the House یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کل انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی کا جو ایک شرمناک واقعہ ہوا ہے یہ پورا ایوان اس واقعہ کی پرزور مذمت کرتا ہے اور میں آپ کی وساطت سے اس ایوان سے بھی یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ آپ آج یہاں ایک کمیٹی بنائیں جو وزارت داخلہ، وزارت قانون اور وزارت تعلیم کے نمائندگان پر مشتمل ہو، جو تمام تعلیمی اداروں کی سکیورٹی کے حوالے سے ایک جامع package تیار کرے اور متعلقہ ضلعوں کے کمشنرز، ڈی سی او صاحبان اور ڈی پی او صاحبان کو یہ احکامات جاری کرے کہ بچوں کی تعلیم کے لئے، ان کی تعلیم کو جاری رکھنے کے لئے وہاں پر سکیورٹی کے خاطر خواہ بندوبست کئے جائیں۔

جناب سپیکر: براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں اور ان کو دعا کرنے دیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! شکریہ۔ جناب سپیکر! کل جو incident ہوا ہے اس پر ہمارا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ پورا پاکستان سوگ کی حالت میں ہے۔ محسن نقوی نے کیا خوب کہا تھا۔

قتل چھپتے تھے کبھی سنگ کی دیوار کے بیچ
اب تو کھلنے لگے مقتل بھرے بازار کے بیچ

جناب والا! یہ جو دہشت گردی ہو رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں تو میں اجازت نہیں دوں گا اور اگر آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو اس سے متعلقہ بات کریں۔

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں نے ایک منٹ کہا ہے اور اگر میرا پوائنٹ آف آرڈر valid نہ ہو تو آپ اس کو cancel کر دیں You have the right but I have the right to speak.

جناب سپیکر: میں تقریر نہیں سنوں گا۔ آپ relevant بات کریں۔

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں relevant بات ہی کروں گا۔ مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ پچھلے چھ دنوں سے ہمارا اجلاس چل رہا ہے لیکن یہاں پر ناچ گانے اور جنگ آزادی کے ہیروز کی باتیں ہو رہی ہیں۔ ضرور ہوں ہم بھی اس کو support کریں گے لیکن کیا این آر او۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیں اور دعائے مغفرت کرنے دیں۔ جی، دعا کرائیں۔

(اس مرحلہ پر اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد بم دھماکے
کے شہداء کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

سوالات

(محکمہ جات منصوبہ بندی و ترقیات، انفارمیشن ٹیکنالوجی، اطلاعات اور خزانہ)

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر جو سوالات پوچھے جائیں گے وہ اطلاعات، انفارمیشن ٹیکنالوجی، خزانہ اور منصوبہ بندی و ترقیات سے متعلق ہیں۔

تعلیمی ادارے بند ہونے کا معاملہ

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: جناب سپیکر! یہاں پر جو بات کی گئی ہے I don't know کہ کس context میں کی گئی لیکن میں تین چار دن سے اسمبلی کی کارروائی دیکھ رہا ہوں اور مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات کرنی پڑ رہی ہے کہ آج میرے بچے اور یہاں پر بہت سارے جو ہمارے ایم پی اے صاحبان بیٹھے ہیں ان کے بچے سکولوں میں نہیں جا رہے، قوم کے بچے سکولوں میں نہیں جا رہے۔ مجھے کوئی شخص بتائے کہ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ یہ جو بڑے بڑے لیڈر ہیں ان کے بچے تو امریکہ اور انگلینڈ میں پڑھ رہے ہیں لیکن جو پاکستان کے بچے ہیں، جو پاکستان کا مستقبل ہے وہ آج سکولوں میں نہیں جا رہے، اس کا ذمہ دار کون ہے؟ باہر issue صرف یہ discuss ہو رہا ہے، باہر issue این آر او discuss ہو رہا ہے، باہر کیری لوگر بل discuss ہو رہا ہے مگر اس اسمبلی میں discuss نہیں ہو رہا۔ ہم عوام کے نمائندے ہیں مگر یہاں پر ان کی نمائندگی نہیں کر رہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ ہاؤس اس پر آج discussion کرے اور پردہ پوشی سے ہم دور ہوں اور سچی بات کریں۔ پاکستان اور پنجاب کے عوام ہمارے گلوں کو نوچنے والے ہیں مگر یہاں پر یہ بات کرنے کی کسی میں جرأت نہیں ہے۔ ہمارے پاس صرف بہانے ہیں، excuses ہیں۔ I demand this House کہ اس موضوع پر discussion کی جائے اور اس اجلاس کو اس discussion کے دوران prorogue نہ کیا جائے۔ یقین کریں کہ یہ میری خواہش نہیں ہے، یہ پاکستان کے عوام کی خواہش ہے، پنجاب کے عوام کی خواہش ہے۔ اگر ہم اس کو دبائیں گے تو پھر اگلی دفعہ ہمارا وہ حشر ہوگا کہ ہمیں تاریخ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فراموش کر دے گی۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ شکریہ۔ جی، سردار صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیراعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے تعلیمی اداروں کے بارے میں بات کی ہے اس سے پہلے ہمارے نوجوان ساتھی چودھری صاحب نے بھی بات کی ہے۔ وزیراعلیٰ کی ہدایت کے مطابق کل سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور دوسرے تعلیمی اداروں کی سکیورٹی کے حوالے سے ایک میٹنگ ہوئی تھی جس میں وزیر قانون بھی اور وزیر خزانہ بھی موجود تھے۔ سینئر وزیر کل لاہور میں موجود نہیں تھے وہ نہ آ سکے کیونکہ کراچی گئے ہوئے تھے۔ سکیورٹی کے حوالے سے تمام اداروں کا جائزہ لیا گیا ہے اور صرف لاہور شہر میں جو high profiled ادارے ہیں وہ 103 ہیں۔ میں پرائمری یا دیگر سکولوں کی بات نہیں کر رہا جو high profiled سکول یا ادارے ہیں میں ان کی بات کر رہا ہوں کہ وہ

103 ہیں۔ان میں سے کل شام تک صرف 42 یا 45 اداروں کی سکیورٹی کا جائزہ لیا گیا اور کسی بھی ادارے میں سکیورٹی کا سٹینڈرڈ جو درکار ہوتا ہے وہ سکیورٹی نہیں ہے۔ لہذا اس کمیٹی نے وزیر اعلیٰ کو یہ سفارشات کی تھیں کہ ان تمام اداروں کو صرف لاہور نہیں، صرف فیصل آباد یا گوجرانوالہ نہیں بلکہ پنجاب بھر میں جہاں بھی اس قسم کے ادارے ہیں ان کو سکیورٹی کا کم سے کم سٹینڈرڈ دیا جائے گا، درجہ بدرجہ کہ جس نوعیت کے وہ سکول یا ادارے ہیں جب وہ اس level کی سکیورٹی مہیا کر دیں گے، چاہے وہ دو دن میں کر دیں، چاہے چار دن میں کر دیں تب ان کو ادارے کھولنے کی اجازت دی جائے گی۔ یہ ہدایات چیف سیکرٹری اور ہوم سیکرٹری کی طرف سے آج ضلع کی سطح پر بھیجی جا چکی ہیں۔اس پر آج سے عمل ہو رہا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ سکیورٹی کے جو متعلقہ ادارے ہیں ان کو والدین کے لاتعداد ٹیلی فونز آ رہے ہیں۔ کل کی ایک رپورٹ کے مطابق حالانکہ ادارے بند کرنے کی کوئی تجویز یا ہدایت نہیں دی گئی تھی اس کے باوجود اداروں میں 40 سے 45 فیصد طلبہ کی حاضری کم تھی اور آج اگر ہم صوبائی سطح پر یہ فیصلہ نہ کرتے تو کل غالباً 15/10 فیصد حاضری رہ جاتی اور 90/85 فیصد حاضری نہیں ہونی تھی۔ ہم یہ رسک نہیں لے سکتے کہ سکیورٹی provide کئے بغیر یہ ادارے چلتے رہیں۔ آپ اس House میں بحث کی اجازت دیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا لیکن یہ اقدامات حکومت پنجاب کی طرف سے ہو چکے ہیں باقی House adjourn یا prorogue کرنے کے بارے میں آپ اگر چاہیں تو اپوزیشن لیڈر اور coalition کے partners کو اپنے چیمبر میں مدعو کر لیں اور وہاں اس پر بات ہو جائے۔ سکیورٹی کے لحاظ سے ہم ڈاکٹر صاحب کی تجویز کو بالکل oppose نہیں کرتے۔ یہ House prorogue ہو جانا چاہئے۔ شکریہ

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! کل نور نیازی صاحب قرارداد پیش کرنے کی اجازت نہ ملنے پر ایوان سے واک آؤٹ کر گئے تھے تو انہیں واپس بلایا جائے۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! آپ جائیں اور انہیں منا کر ایوان میں لائیں۔ یہ آپ کی ڈیوٹی ہے۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! کوئی اور بھی بندہ میرے ساتھ بھجوا دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ اکیلے ہی جائیں اور انہیں لے کر آئیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: یہ سوال محسن خان لغاری صاحب کا ہے۔ جی، لغاری صاحب!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! on his behalf سوال کا نمبر 542 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ڈی جی خان، فورٹ منرو ویلی میں ترقیاتی امور کی صورتحال

*542: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی جی خان میں فورٹ منرو ویلی مری کے برابر کا صحت افزا مقام ہے جس میں آج تک کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوا، جس کی وجہ سے ملکی اور غیر ملکی سیاح ادھر کا رخ نہیں کرتے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فورٹ منرو ویلی کے لئے کوئی ایسی اتھارٹی موجود نہیں ہے جو کہ مری کی طرح اس میں ترقیاتی کام کروائے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فورٹ منرو ویلی کی ترقی کے لئے اتھارٹی قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ):

(الف) یہ درست ہے کہ فورٹ منرو جنوبی پنجاب کا صحت افزا مقام ہے لیکن پانی کی کمی اور دوری کی وجہ سے یہ اب تک مری کے برابر مقام حاصل نہیں کر سکا۔ یہ درست نہ ہے کہ یہاں آج تک کوئی ترقیاتی کام نہ ہوا ہے گزشتہ دو دہائیوں میں ہونے والے چند ترقیاتی کاموں کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

1. TDCP کی طرف سے موٹل کی تعمیر جس کے بعد نجی شعبے نے یہاں ایک درجن سے زائد ہوٹل تعمیر کئے۔
2. NHA کی طرف سے ڈی جی خان سے لورالائی تک ہائی وے کی تعمیر جو کہ کھر کے قریب سے گزرتی ہے۔
3. کھر تا فورٹ منرو 8 کلو میٹر پختہ سڑک کی تعمیر۔
4. محکمہ جنگلات کی طرف سے 10 ہزار درخت لگائے گئے۔

(ب) درست ہے مگر حکومت کے دیگر محکمے فورٹ منرو ویلی کی ترقیاتی ضروریات پر بھرپور توجہ دے رہے ہیں جیسا کہ مندرجہ بالا ترقیاتی کاموں سے ظاہر ہے۔

(ج) سردست فورٹ منرو کے لئے کسی ترقیاتی ادارہ کے قیام کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ یہ درست ہے کہ فورٹ منرو جنوبی پنجاب کا صحت افزا مقام ہے لیکن پانی کی کمی اور دوری کی وجہ سے ابھی تک مری کے برابر مقام حاصل نہیں کر سکا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مری میں بھی پانی کی شدید قلت ہے لیکن وہاں پر عوام کی ضرورت کے مطابق حکومت کی جانب سے واٹر ٹینکس کے ذریعے روزانہ پانی سپلائی کیا جاتا ہے۔ باقی دیگر علاقہ کی ڈویلپمنٹ کے لئے ایک اتھارٹی بنی ہوئی ہے لیکن فورٹ منرو چونکہ جنوبی پنجاب میں آتا ہے لہذا حکومت نے اب تک اس کی ڈویلپمنٹ کے لئے کوئی خاطر خواہ اقدامات نہیں کئے تو متعلقہ وزیر صاحب اس کا جواب دیں کہ کب تک اس کی پلاننگ کا ارادہ رکھتے ہیں؟

(اس مرحلہ پر جناب علی حیدر نور خان نیازی واک آؤٹ ختم کرکے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! پچھلے کوئی پچیس تیس سال پہلے بلکہ یہ شروع سے جنوبی پنجاب میں ہے اور دوسری میری گزارش یہ ہے کہ رکھلی کے مقام پر پانی کی کمی کی بات انہوں نے فرمائی ہے کہ رکھلی اور کھر کے مقام پر نصب پانچ پانچ عدد ٹیوب ویل پانی مہیا کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں لیکن چونکہ رکھلی سے فورٹ منرو تک 18 کلو میٹر تک لمبی لائن ہے اور کھر سے 10 کلو میٹر لمبی ایک پائپ لائن ہے۔ ایک تو لمبائی کی It is one of the causes, sir کہ جس میں آکر distraction اور ٹوٹ پھوٹ ہو جاتی ہے۔ ضلعی حکومتوں کے بننے کے بعد واٹر سپلائی کا پروگرام ٹی ایم اے کو دے دیا گیا۔ دونوں ٹی ایم ایز کی اتنی capacity رہی ہے کہ وہ اس کو run کرکے monitor کر سکتی تھیں اس لئے اس میں یہ problem آئی ہے۔ فورٹ منرو میں یہ سارے اقدامات کرنے کے باوجود پانی کی بہر حال کمی ہے۔ ٹی ایم ایز کے بعد پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے اس کو take over کر لیا ہے اور امید ہے کہ وہ پانچ پانچ ٹیوب ویل کی دونوں sides پر proper working کرکے پانی کی کمی کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایک تو کھر سے فورٹ منرو کی 10 کلو میٹر پائپ لائن کا بیان درست نہیں ہے کیونکہ وہ 10 کلو میٹر کا راستہ ہی نہیں ہے۔ سردار دوست محمد خان کھوسہ میرے ساتھ verify کر دیں گے کہ اتنا فاصلہ نہیں ہے۔ یہ پھر غلط جواب آیا ہے [*********]

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جیسا کہ بار بار اس ایوان میں ہو رہا ہے اور سوال پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ فورٹ منرو جنوبی پنجاب میں مری کے متبادل کے طور پر ایک hill station develop ہو سکتا ہے اور اس سے مری کے اوپر load کو بھی کم کیا جا سکتا ہے لیکن وہاں سے درخت کاٹ کاٹ کر ہر جگہ ملٹی سٹوری عمارتیں اور اپارٹمنٹس کمپلیکس بن رہے ہیں جس سے مری کی خوبصورتی متاثر ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ ضمنی سوال کریں کیونکہ یہ تو ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ضمنی سوال یہ ہے کہ اسے ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنانے کی تجویز کیوں نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): کمشنر ڈیرہ غازی خان نے اس کی اتھارٹی بنانے کے لئے ایک تجویز بھیجی ہوئی ہے جو کہ چیف سیکرٹری کے ذریعے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ تک آئی ہے۔۔۔

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT(Sirdar Dost Muhammad Khan Khosa): Point of clarification.

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! جہاں تک انہوں نے واٹر سپلائی لائن کی لمبائی کی بات کی ہے تو میں لغاری صاحب کی بات کو مانتا ہوں اور وہ figures ٹھیک نہیں ہیں۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: فاصلہ کم ہے یا زیادہ ہے؟

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! زیادہ ہے۔ حقیقت بات یہ ہے کہ ٹی ایم ایز کے ذریعے یہ واٹر سپلائی سکیم کر دی گئی تھی مگر ان کی یہ capacity نہیں تھی کہ وہ اس کو run کر سکتے لیکن اسے run کرنے اور maintain کرنے کے لئے ہر سال صوبائی حکومت کی طرف سے کچھ نہ کچھ کرنا پڑتا تھا۔ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے حوالے سے خاتون رکن نے جو بات کی ہے وہ پہلے ہی ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کے پاس موجود ہے اور اس کا process شروع ہے اور انشاللہ بہت جلد فورٹ منرو ڈویلپمنٹ اتھارٹی وجود میں آ جائے گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ انجم صفدر صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر میرے سوال کا نمبر 832 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ڈی جی پی آر لاہور میں خالی اسامیوں کو پُر کرنے کی تفصیلات

*832: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر اطلاعات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی جی، پی آر آفس لاہور میں ڈپٹی ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) کی اسامی 17-06-2002 سے خالی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ محکمہ میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) کی اسامی بھی 15-06-2002 سے خالی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ محکمہ میں 1998 سے تاحال دو ٹیکنیکل افسران اپنی خدمات سرانجام دینے کے باوجود مندرجہ بالا خالی اسامیوں پر ترقی سے محروم ہیں اور مذکورہ خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے جون 2002 سے ڈی پی سی نہیں ہوئی؟

(د) کیا مذکورہ ٹیکنیکل افسران خالی اسامیوں پر ترقی کے اہل نہیں ہیں؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کے جواب اثبات میں ہیں تو کیا حکومت جون 2002 سے خالی اسامیوں کو فل کرنے اور اسی مدت سے ترقی نہ پانے والے افسران کو ترقی دینے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

وزیر اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) درست نہیں۔ محکمہ تعلقات عامہ پنجاب میں ڈپٹی ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) کی اسامی مورخہ 17-06-03 سے خالی ہے۔اس اسامی پر متعین افسر مورخہ 03-06-16 کو محکمہ ہذا سے ریٹائر ہو چکا ہے۔

(ب) درست ہے۔اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) کی اسامی 2002-6-15 سے خالی ہے۔

(ج) درست ہے کہ محکمہ ہذا میں 1998 سے دو ٹیکنیکل افسران اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) کی خالی اسامی پر ابھی تک ترقی نہ ہونے کی وجہ سے دونوں ٹیکنیکل افسران کے درمیان درخواست دے رکھی ہے کہ مذکورہ افسر ایک طویل عرصہ تک ex-Pakistan leave پر رہا اس لئے وہ ترقی کا اہل نہیں مزید یہ بھی اعتراض کیا کہ ٹیکنیکل آفیسر (ساؤنڈ) کا تکنیکی ڈپلومہ ٹھیک نہ ہے۔

(د) محکمہ ہذا کے موجودہ سروس رولز کے تحت ٹیکنیکل آفیسر ہی اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) کی اسامی پر پروموشن کا اہل ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

> "By promotion with due regard to fitness of the holder of the post of Technical Officer in the Department provided he holds a diploma from a recognized institute, University in Electrical Engineering, Electronics, Radio Engineering or T.V Engineering and has at least five years service as such.If no suitable person is available for promotion then by initial recruitment."

(ہ) اس ضمن میں عرض ہے کہ 07-2006 میں محکمہ کی گزارش پر پنجاب پبلک سروس کمیشن نے ڈپٹی ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) کی اسامی پر تعیناتی کے لئے امیدواروں کا ٹیسٹ لیا۔صرف ایک امیدوار کو تحریری ٹیسٹ میں موزوں قرار دیا گیا۔انٹرویو کے وقت وہ امیدوار بھی اتھارٹی کو متاثر نہ کر سکا جس کی وجہ سے اس وقت یہ اسامی پر نہ ہو سکی۔اس کے بعد دوبارہ مورخہ

30-1-2008 کو حکومت سے درخواست کی گئی کہ ڈپٹی ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) کی اسامی پر بھرتی کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو requisition بھیجی جائے تاکہ اسامی جلد از جلد پر کی جاسکے۔

مزید یہ کہ جونہی دونوں ٹیکنیکل افسران آپس میں متفق ہوئے تو اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) کی اسامی پُر کرنے کے لئے پروموشن کیس حکومت کو بھیج دیا جائے گا۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (د) کو ذرا پڑھیں۔ لکھا ہے "مزید یہ کہ جونہی دونوں ٹیکنیکل افسران آپس میں متفق ہوئے تو اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) کی سیٹ پُر کرنے کے لئے حکومت کو promotion case بھیج دیا جائے گا۔" یہ جواب 26-11-2008 کا ہے تو اب اس کی کیا پوزیشن ہے؟ کیونکہ 10 ماہ پیشتر آپس میں ان کا فیصلہ ہوا تھا کہ کسے ڈپٹی ڈائریکٹر اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر بنایا جائے گا مگر 11 ماہ گزرنے کے باوجود دونوں ٹیکنیکل افسران کے باہمی فیصلہ ہونے کے باوجود عمل درآمد ابھی تک نہیں ہوا اور ابھی تک ان کی promotion رُکی ہوئی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ اتنا عرصہ گزرنے کے بعد DPC کیوں نہیں ہوئی؟ عزیز خان صاحب کی اگلے سال ریٹائرمنٹ ہے اور کیا وجہ ہے کہ ان کی DPC ابھی تک نہیں ہو رہی؟ میرا یہ سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! محترمہ نے جس طرح سے فرمایا ہے کہ یہاں پر عبدالعزیز ایک سینئر ٹیکنکل آفیسر ہے لہذا ان کا حق بنتا ہے۔ as per direction of the department عبدالعزیز صاحب کافی عرصہ long leave پر بھی رہے ہیں جس کی وجہ سے یہ issue create ہوا ہے۔ اس وقت بھی یہ معاملہ سیکرٹری کے پاس ہے کیونکہ دونوں کی seniority کا کافی عرصے سے dispute تھا جس کی وجہ سے یہ معاملہ کافی عرصہ سے pending رہا ہے۔ انشاء اللہ بہت جلد یہ معاملہ حل ہو جائے گا۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ میں اس ہاؤس کی وساطت سے منسٹر صاحب سے گزارش کروں گی کہ kindly اس معاملے کو حل کریں کیونکہ دس ماہ ہو چکے ہیں انہوں نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا ہے اس لئے براہ مہربانی اس کو حل کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر متفقہ طور پر فیصلہ ہوتا تو یہ disputed نہ ہوتا۔ یہ فیصلہ متفقہ طور پر نہیں ہوا ہے اور اس میں ابھی بھی dispute ہے جو کہ معاملہ ڈیپارٹمنٹ نے take up کیا ہوا ہے۔ یہ معاملہ بہت جلد حل کر کے میں معزز ممبر کو اس کی وضاحت دے دوں گا۔

میجر (ر) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میری بات سنیں۔ questions اور بھی بہت ہیں اس لئے یہ سوال relevant ہونا چاہئے اگر relevant نہیں ہو گا تو میں نہیں سنوں گا۔

میجر (ر) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میرا سوال relevant ہو گا۔ اس سوال کے جواب میں دیا گیا ہے کہ "جونہی دونوں ٹیکنیکل افسران آپس میں متفق ہوئے تو اسسٹنٹ ڈائریکٹر ٹیکنیکل کی اسامی پُر کرنے کے لئے promotion case حکومت کو بھیج دیا جائے گا۔" میں ڈیپارٹمنٹ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا ڈیپارٹمنٹ میں پنچایتی طریقے سے فیصلے ہوتے ہیں یا حکومتی طریقے سے ہوتے ہیں کیونکہ اگر حکومتی طریقہ ہے تو جو ٹھیک ہے اس کی promotion ہو جانی چاہئے جو غلط ہے اس کی نہیں ہونی چاہئے۔ دونوں افسران کے متفق ہونے کا کیا سوال پیدا ہو گیا؟ نمبر ایک اور نمبر دو یہ ہے کہ مذکورہ افسر ایک طویل عرصہ تک ex-Pakistan leave پر رہا اس لئے وہ ترقی کا اہل نہیں ہے۔ مزید یہ بھی اعتراض کیا کہ ٹیکنیکل افسر کا تکنیکی ڈپلومہ ٹھیک نہ ہے۔ یہ کب سے اعتراض آیا اور کیوں نہیں ascertain ہو سکا کہ اس کا ڈپلومہ ٹھیک ہے یا نہیں؟ یہ میرے دو سوال ہیں۔

جناب سپیکر: اب اس پر کوئی اور ضمنی سوال نہیں ہو گا۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں ان کی بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ ڈیپارٹمنٹ کے rules and regulations کے مطابق ہی فیصلہ ہو گا، ان کے متفق ہونے پر فیصلہ نہیں ہو گا۔ جہاں تک اس کی qualification تھی تو انشاء اللہ میں اپنے معزز ممبر کو پوری یقین دہانی کراتا ہوں کہ اس کی پوری طرح سے تحقیق کر کے ان کو اس کی وضاحت کر دوں گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ کا ہے۔ کیا وہ تشریف رکھتے ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 1258 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ آمنہ الفت: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

چھوٹے شہروں میں کام کرنے والے ملازمین کو ہاؤس رینٹ الاؤنس دینے کا مسئلہ

*1258: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بڑے شہروں میں کام کرنے والے ملازمین کو ہاؤس رینٹ الاؤنس بنیادی تنخواہ کا 45 فیصد دیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ چھوٹے شہروں میں کام کرنے والے ملازمین مذکورہ الاؤنس سے محروم ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضروریات زندگی کی تمام اشیا گاؤں کی نسبت شہروں میں سستی دستیاب ہیں اور تعلیم، صحت، ٹرانسپورٹ، سوئی گیس وغیرہ کی سہولیات شہروں کے مقابلے میں گاؤں میں نہ ہونے کے برابر ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ آئین پاکستان ملازمین کو اس قسم کی سہولتیں دینے کے بارے میں کسی discrimination کو جائز نہیں سمجھتا؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دیہات میں کام کرنے والے سرکاری ملازمین کو بھی یہی الاؤنس یکساں شرح پر دینے کو تیار ہے تاکہ ملازمین کا جائز اور دیرینہ مطالبہ پورا ہو سکے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے وزیر خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے-چھوٹے شہروں میں ملازمین کو ہاؤس رینٹ الاؤنس بنیادی تنخواہ کا 30 فیصد دیا جاتا ہے-

(ج) ہاؤس رینٹ الاؤنس مکان کے کرایہ کے لئے دیا جاتا ہے نہ کہ دوسری ضروریات زندگی کے لئے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ بڑے شہروں میں مکان کا کرایہ دوسرے علاقوں کی نسبت بہت زیادہ ہے اسی وجہ سے ہاؤس رینٹ الاؤنس کی شرح میں فرق ہے-

(د) مذکورہ بالا وضاحت کے پیش نظر یہ فرق discrimination کے زمرے میں نہیں آتا-

(ہ) بڑے شہروں میں مکانوں کی شرح کرایہ زیادہ ہونے کی وجہ سے ہاؤس رینٹ الاؤنس بنیادی تنخواہ کا 45 فیصد دیا جاتا ہے جبکہ چھوٹے شہروں میں شرح کرایہ کم ہونے کی وجہ سے ہاؤس رینٹ الاؤنس بنیادی تنخواہ کا 30 فیصد دیا جاتا ہے- مندرجہ بالا وضاحت کے بعد بڑے اور چھوٹے شہروں میں یکساں شرح سے ہاؤس رینٹ الاؤنس نہیں دیا جا سکتا- یہ پالیسی وفاقی حکومت کی جاری کردہ ہے اور پنجاب حکومت نے اسے باقی صوبوں کی طرح اپنایا ہے-

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس میں انہوں نے House Rent Allowance کے حوالے سے بات کی ہے کہ بڑے شہروں میں ملازمین کو تنخواہ کا 45 فیصد دیا جاتا ہے اور چھوٹے علاقوں اور دیہاتوں میں 30 فیصد دیا جاتا ہے- یہ جو House Rent دیا جا رہا ہے اس میں کافی زیادہ flaws بھی ہیں جس کی وجہ سے یہ تمام issues کھڑے ہو رہے ہیں- دیہاتوں سے ملحقہ چھوٹے شہروں میں بھی یہ 30 فیصد کے حساب سے دیا جاتا ہے حالانکہ وہاں پر بھی بہت زیادہ کرائے بڑھ گئے ہیں- اگر بڑے شہروں میں جیسے لاہور میں 45 فیصد ہے اس وقت آبادی اتنی بڑھ گئی ہے کہ اب چھوٹے چھوٹے علاقے بھی کافی بڑے ہو گئے ہیں وہاں پر بھی اب House Rent بہت زیادہ ہو گیا ہے تو کیا اس کی 30 فیصد کی ہی شرح رکھی جائے گی یا وہاں کی مہنگائی کے حساب سے اس کو بڑھانے کی کوئی تجویز زیر غور ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! ان کا جواب تو ہم نے تفصیل سے دے دیا ہے محترمہ کو discrimination کا اندیشہ ہے- چونکہ بڑے شہروں میں مکانات کے کرائے زیادہ ہوتے ہیں اور چھوٹے شہروں میں مکانات کم کرائے پر مل جاتے ہیں- میں دوسری بات یہ کہوں

گا کہ جب devolution plan آیا تھا تو اس میں انہوں نے شہروں اور دیہاتوں کا فرق ختم کر دیا تھا وہ شاید انہی کی گورنمنٹ میں آیا تھا لیکن اس کے باوجود بھی میں کہوں گا کہ یہ معاملہ چونکہ فیڈرل گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت آتا ہے ان کی پالیسی کے تحت دیہاتوں اور شہروں کے ہاؤس رینٹ کا فرق ہے وہ ان کا genuine بنتا ہے۔ دوسری بات میں یہاں یہ add کرنا چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ کورٹ میں بھی pending ہے اس پر کوئی رٹ بھی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو اس کا پتا ہونا چاہئے کہ اس پر رٹ pending ہے یا نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! کورٹ میں رٹ pending ہے۔

جناب سپیکر: پھر آپ بات ایسے کریں کہ کورٹ میں رٹ pending ہے جب فیصلہ ہو جائے گا پھر کریں گے۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا ایک supplementary question ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ بڑے شہروں میں مکان کا کرایہ دوسرے علاقوں کی نسبت بہت زیادہ ہے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہ کون سا طریق کار ہے جس کے ذریعے یہ ascertain کیا جاتا ہے کہ شہروں کے اندر کرایہ چھوٹے شہروں سے زیادہ ہے، وہ طریقہ بتا دیا جائے؟ اگر وہ طریقہ اپنایا گیا ہے تو وہ پچھلی بار کب اپنایا گیا تھا کب survey ہوا؟ کیونکہ میری اطلاع کے مطابق اور یہ اطلاع نہیں بلکہ حقیقت ہے، میں ایک گاؤں میں رہتا ہوں اور اس کے اندر شہر سے زیادہ کرایہ ہے اس لئے میں اس statement کو چیلنج کرتا ہوں کہ یہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی طریق کار ہے تو مجھے بتا دیا جائے کہ وہ کون سا طریق کار ہے؟

جناب سپیکر: کیا آپ چیلنج قبول کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جی میں چیلنج قبول کرتا ہوں۔ ان کو اندازہ ہونا چاہئے کہ جس شہر یا علاقے میں سہولتیں زیادہ ہوتی ہیں وہاں کرائے ویسے بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر جس علاقے میں سوئی گیس ہو گی اس علاقے کا کرایہ بھی زیادہ ہو گا اور دیہاتوں میں عموماً اس

طرح کی facilities نہیں ہوتیں اس لئے وہاں کرایہ کم ہوتا ہے۔ genuinely شہروں اور دیہاتوں کے کرائے میں فرق ہوتا ہے۔ اگر یہ مزید تسلی کروانا چاہتے ہیں تو کسی پراپرٹی ڈیلر سے بھی ان کی تسلی کروا دیتے ہیں۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں اس ضمن میں ایک statement دینا چاہوں گا میں گاؤں 266 ر۔ب جہاں پر 15x40 کا ایک کمرے کا کرایہ چھ ہزار سے زیادہ ہے۔ اگر یہ ثابت کر دیں کہ فیصل آباد میں اتنے area کا کرایہ اس سے زیادہ ہے تو مجھے جو سزا یہ دیں گے میں قبول کروں گا۔ اصل میں ہو کیا رہا ہے؟ یہ چھوٹے بڑے گاؤں کی بات نہیں ہے، انہوں نے جو بات کی ہے وہ خود ہی تسلیم کر لی ہے کہ جہاں پر سہولتیں زیادہ ہوں گی، چھوٹے شہروں میں بھی سہولتیں زیادہ ہو سکتی ہیں وہاں پر بھی کرایہ زیادہ ہو سکتا ہے۔ اب یہ ہوتا ہے کہ بڑے شہروں میں جو لوگ رہتے ہیں تو وہ اسی چیز سے بچنے کے لئے چھوٹے شہروں اور گاؤں میں آکر مکان کرائے پر لیتے ہیں اس لئے وہاں کے کرائے بھی بڑھ گئے ہیں لہذا اس پالیسی کو revise کرنے کی ضرورت ہے، یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم اس قدیم پالیسی کو ہی اپنائے رکھیں۔ دوسری چیز جو پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا کہ یہ پالیسی فیڈرل گورنمنٹ کی ہے اور پنجاب گورنمنٹ نے اس کو اپنایا ہے، اس کے اوپر mandatory نہیں ہے تو ہم کیوں اپنے حالات کے مطابق اپنی پالیسی نہیں بنا سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں معزز ممبر سے گزارش کروں گا کہ ان کو بھی پتا ہوگا کہ بڑے شہروں میں پراپرٹی کی قیمتیں بھی زیادہ ہوتی ہیں اور ان کے کرائے بھی سہولتوں کے حساب سے ہوتے ہیں جبکہ چھوٹے شہروں میں پراپرٹی کی قیمتیں اتنی نہیں ہیں جتنی بڑے شہروں میں ہوتی ہیں۔ دوسری بات جو ممبر صاحب نے فرمائی کہ ہم فیڈرل گورنمنٹ کی پالیسی اپناتے ہیں اپنی کیوں نہیں بناتے تو یہ اپنی suggestions دے دیں ہم اس پر غور کریں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔ محترمہ! اپنا سوال نمبر بولیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4028 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اس کا جواب کیوں موصول نہیں ہوا، یہ کن کا محکمہ ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ اتنا اہم ڈیپارٹمنٹ ہے، آپ کو پتا ہے کہ Information Technology کی کیا اہمیت ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری یا منسٹر صاحب جو بھی جواب دینا چاہیں بتائیں کہ یہ اتنے عرصے سے اب تک جواب کیوں نہیں پہنچ پایا، آپ اس پر کیا ایکشن کریں گے، کہاں ہیں پارلیمانی سیکرٹری؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہ بھی نہیں ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آج کے دور میں IT Department اتنا اہم ہے کہ اس کا نہ وزیر ہے، نہ پارلیمانی سیکرٹری ہے اور جواب ندارد ہے اس پر لکھا ہوا ہے کہ اس کا جواب بھی وصول نہیں ہوا۔ اگر محکمہ نے جواب بھی نہیں دینا تھا تو اس کو اس سوالات کی فہرست میں شامل ہی کیوں کیا؟ وزیر بھی نہیں، پارلیمانی سیکرٹری بھی نہیں اور اس کا جواب بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ان سے پوچھیے کہ اس کو پھر شامل ہی کیوں کیا گیا اور اس پر آپ action لیں، جواب بھی نہیں، وزیر بھی نہیں، پارلیمانی سیکرٹری بھی نہیں ہے اور کچھ بھی نہیں اور آج کے جدید دور میں Information Technology کی اہمیت کو کوئی بھی رد نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: Senior Minister صاحب ہیں؟ میرے خیال میں اس سوال کا جواب نہیں آیا، اس کے پارلیمانی سیکرٹری کون ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے بتایا تو ہے کہ ان کی خالہ فوت ہو گئی ہیں۔

جناب سپیکر: کن کی خالہ فوت ہو گئی ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! نرگس فیض ملک پارلیمانی سیکرٹری ہیں ان کی خالہ فوت ہو گئی ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آج کا اخبار اٹھا کر دیکھیں کہ پرسوں آپ سے میں نے request کی تھی کہ نرگس فیض ملک کی خالہ کی death ہوئی ہے اس کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔ آج سارے ہنس

رہے ہیں اور کل یہاں پر پلاٹ مانگ رہے تھے۔ پانچ سو بندہ باہر ہماری سکیورٹی کر رہا ہے تو یہاں یہ اندر آکر پلاٹ مانگتے ہیں۔ ڈاکٹر طاہر جاوید صاحب کہتے ہیں کہ کون ذمہ دار ہیں؟ ہم خود ذمہ دار ہیں۔

جناب سپیکر: یہ پلاٹوں کی بات میں سنوں گا اور نہ ہی سننا چاہتا ہوں۔ جی۔

وزیر کھیل/امور نوجوانان/ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نہیں ہیں ان کی خالہ فوت ہو گئی ہیں۔ میں اس بات کا جواب دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اس کا جواب دے سکتے ہیں؟ جب اس کا جواب ہی نہیں آیا تو کیا جواب دیں گے؟

وزیر کھیل/امور نوجوانان/ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: سیکرٹری صاحب! اس کی انکوائری کر کے مجھے بتایا جائے کہ اتنے عرصے سے اس کا جواب کیوں نہیں آیا اور اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اس کو ابھی pending کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! تنویر الاسلام صاحب نے کہا ہے کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں تو سوال پوچھیں تو ہو سکتا ہے کہ ان کو جواب آگیا ہو اور اگر انہوں نے غلط commitment کی ہے تو یہ ۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے کوئی غلط بات نہیں کی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وہ اٹھ کر کہہ رہے ہیں کہ میں اس کا جواب دوں گا۔ اگر انہیں جواب موصول ہو چکا ہے تو وہ بتائیں؟

جناب سپیکر: وہ جواب دینا چاہتے تھے، میں نے انہیں allow نہیں کیا اور اس بات کو چھوڑیں۔ جی، محمد یار ہراج صاحب! آپ سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! سوال نمبر 1156 ہے۔

غریب آدمی کو سستا انصاف فراہم کرنے کا مسئلہ

*1156: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا غریب آدمی کو سستا انصاف اور انصاف تک رسائی (Access to Justice) کے لئے حکومت کوئی پروگرام launch کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو ہر ضلع میں اس مقصد کے لئے کتنے فنڈز مختص کرنے کا ارادہ ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ پراجیکٹ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے Technocrats اور ارکان اسمبلی پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دینے کا ارادہ رکھتی ہے جو اپنی سفارشات مرتب کر کے ایک مخصوص مدت میں اسمبلی میں رپورٹ پیش کرے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ):

(الف) غریب آدمی کو سستا انصاف اور انصاف تک رسائی کے لئے حکومت پنجاب صوبائی سطح پر انصاف تک رسائی کا ایک پروگرام جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، جس کے لئے ایشیائی ترقیاتی بنک (Asian Development Bank) کے ساتھ مالی و تکنیکی امداد کے لئے مذاکرات جاری ہیں۔اس مرحلہ پر ضلعی سطح پر مذکورہ پروگرام کی تفصیلات اور مالی حجم کا تعین ممکن نہیں۔

(ب) جی ہاں! حکومت مذکورہ پروگرام پر عملدرآمد کے لئے تکنیکی ماہرین اور منتخب کمیٹی تشکیل دینے کا ارادہ رکھتی ہے جس کو حتمی شکل پروگرام کی منظوری کے بعد دی جائے گی۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ سوال کا جواب تو میں نے پڑھ لیا ہے اور میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال ہے۔ جی۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! جز (الف) میں جو جواب لکھا گیا ہے اس میں میرے ایک دو ضمنی سوال ہوں گے۔ میں پہلے specifically یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ لکھا ہوا ہے کہ Asian Development Bank سے مذاکرات جاری ہیں، اس کی تاریخ وصولی 23۔اکتوبر 2008 ہے اور اس بات کو تقریباً ایک سال گزر گیا ہے تو جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ میں یہ وضاحت چاہوں گا کہ اس کا ایک تو مجھے update بتایا جائے کہ یہ Asian Development Bank کی aid آنے کا کیا status ہے؟ میں نے جو اخباروں میں پڑھا تھا کہ یہ aid نہیں آ رہی اور انہوں نے ایک سو پچاس ملین ڈالر کی جو دوسری aid دی ہے وہ budgeting اور مختلف چیزوں کے لئے دی ہے اس کے لئے نہیں دی تو میں نے وزیر صاحب سے یہ پوچھنا تھا کہ ان کی aid کا status کیا ہے؟ اگر aid نہیں آتی تو کیا اس کا مطلب ہے کہ غریب آدمی کو سستے انصاف تک رسائی کے لئے جو بھی پروگرام ہے وہ حکومت کرے گی یا نہیں کرے گی؟ کیا یہ سارے پروگراموں کا انحصار اس aid پر ہے اور اگر ہے تو اس aid کا status کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! Asian Development Bank کے ساتھ مالی و تکنیکی امداد کے لئے مذاکرات جاری ہیں۔ یہ تقریباً پنجاب لوکل جسٹس پروگرام کے تحت 400 ملین ڈالر کی ADB کے ساتھ ہماری negotiations چل رہی ہیں اور اس کا latest status یہ ہے کہ 9 ملین کی allocation ہیں وہ ڈیزائن کے لئے ہمیں release ہو چکا ہے اور P&D کا کام صرف فنڈز مہیا کرانے کا انتظام کرنا ہے اور جو proposals ہیں وہ line department سے لینی ہیں اب جس طرح سے پنجاب لوکل جسٹس پروگرام ہے اس line department میں Home، Police، Law اور Board of Revenue بھی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ جواب سننے میں serious نہیں ہیں، بڑے افسوس کی بات ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں معذرت چاہتی ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! اس میں باقی تمام line department کو لکھ دیا گیا ہے کہ آپ اپنی proposals ہمارے تک پہنچائیں اور جو ہمارا مقصد تھا یا P&D کی ڈیوٹی ہے فنڈز releasing and allocations کے لئے ہم نے ADB کے ساتھ کافی حد تک مذاکرات مکمل کر لئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: No supplementary اس پر جنہوں نے محنت کی ہے ان کا حق ہے۔ please آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اس میں مجھے مزید explanation چاہئے اس میں چونکہ مجھے اس بات کی clarification نہیں ہو پا رہی کہ انہوں نے کہا کہ اس قسم کے پروگراموں کے لئے 400 ملین ڈالر ہیں اور مجھے بجٹ میں کوئی ایسی amount نظر نہیں آ رہی تو میں صرف یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ اس بات کو تو سال ہو گیا ہے جس کا انہوں نے یہ لکھا ہوا ہے کہ تو مجھے یہ 400 ملین ڈالر کی سمجھ نہیں آ رہی اور مجھے تو صرف 150 ملین ڈالر کا پتا چلا ہے جس کو ADB دینا چاہ رہا ہے اور actually دے دیا ہے، اس current budget میں بھی اور پچھلے بجٹ میں بھی یہ جو سوال کے جواب ہیں ان میں social sector spending میں، میں نے breakdown دیکھے ہیں تو مجھے کہیں اس کے پیسے نظر نہیں

آئے تو میں نے ان سے پوچھنا تھا کہ جہاں تک میری معلومات ہیں۔اگر ADB نے اس کے لئے پیسے نہیں دیئے تو پتا نہیں کب دے گا تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ پچھلے پورے سال سے اور آئندہ جو بھی ایک foreseeable future ہے جو کہ جون تک کے بجٹ کے numbers میرے پاس موجود ہیں چونکہ اس کی allocations نظر نہیں آ رہیں تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ غریب آدمی کو سستا انصاف مہیا کرنے کا کوئی پروگرام موجود نہیں؟

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! میں نے کوشش کی تھی کہ ان تک میرا مقصد اور میری بات convey ہو جائے لیکن شاید جو اس میں گفتگو تھی وہ شور کی وجہ سے توجہ سے سنی نہیں گئی۔ میں نے یہ گزارش کی تھی کہ جب تک ہم انہیں formal request نہیں کریں گے کہ ہم نے انتظام کر لیا ہے اور ہم نے negotiations کر لی ہیں۔ ان کے Regional Director رمیش صاحب ہیں ان کے ساتھ پچھلے مہینے بھی میٹنگ ہوئی ہے، یہ سارا کچھ ہو چکا ہے۔

It will be culminated when the formal request will be extended by Government of the Punjab to the Asian Development Bank.

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میرے ضمنی سوال کا دوسرا جز جو تھا وہ یہ تھا کہ اس جواب کو لکھے ہوئے اور میرے سوال کو submit کرائے ہوئے تقریباً ڈیڑھ سال ہو گیا ہے اور اس ڈیڑھ سال میں چونکہ ابھی تک aid نہیں آئی اور بجٹ میں بھی اس کی allocations نہیں ہیں تو کیا حکومت پنجاب خود اس بارے میں کچھ کرنا چاہتی ہے یا نہیں؟ یہ میرا سوال تھا کہ ڈیڑھ سال تک تو کچھ نہیں ہو پایا اور justice کسی کو نہیں مل سکا تو آئندہ بھی بجٹ میں نظر نہیں آ رہا تو اگر ADB سے گرانٹ نہیں آتی اور اسی طرح ڈیڑھ سال سے جو Access to Justice Programme نہیں چل رہا تو کیا یہ اسی طرح رکا رہے گا؟

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی وترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑی سی further information add کرنا چاہوں گا کہ Access to Justice Programme کے تحت 350 ملین ڈالرز وفاقی حکومت کو ملے تھے اس میں سے 6132.456 million rupees according to division of the NFC پنجاب تک پہنچے تھے۔ جون 2009 تک 5556.376 rupees مرکزی حکومت سے موصول ہوئے جن میں سے 4643.980 جیل، پولیس اور عدلیہ کی مختلف سکیموں پر خرچ ہو چکے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ process چل نہیں رہا، یہ process چل رہا ہے اور احسن طریقہ سے چل رہا ہے، یہ جو دوبارہ ہم نے ان سے 400 ملین ڈالرز کی formal request کرنی ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، next question

جناب محمد یاسین سوہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں next question بول چکا ہوں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد یاسین سوہل: جناب سپیکر! بہت ضروری سوال ہے۔

جناب سپیکر: سوہل صاحب! میں معذرت خواہ ہوں۔ مجھے question چلانے دیں۔ ایسے کریں کہ اب جو next question آئے گا اس پر سوال کر لیں اگر آپ اس وقت اٹھتے تو بہتر ہوتا۔ جی محترمہ انجم صفدر صاحبہ! سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ انجم صفدر: سوال نمبر 2622۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ انجم صفدر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

محکمہ تعلقات عامہ ڈویژنل آفس فیصل آباد میں خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا مسئلہ

*2622: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر اطلاعات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلقات عامہ کے فیصل آباد ڈویژنل آفس میں اردو سٹینو گرافر کی پوسٹ 19-2-2003 سے، ڈپٹی ڈائریکٹر کی پوسٹ 31-1-2008 سے اور ڈی آر اے

(ڈارک روم اٹنڈنٹ) کی پوسٹ بھی 2009-11-22 سے خالی ہیں جس سے دفتر کی کارکردگی بری طرح متاثر ہو رہی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پوسٹوں کو fill کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ)

(الف) محکمہ تعلقات عامہ پنجاب کے ڈویژنل آفس فیصل آباد میں سٹینو گرافر (اردو) اور ڈارک روم اٹنڈنٹ کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے اخبار میں اشتہار دیا جا چکا ہے اور بھرتیوں کا عمل جاری ہے۔ڈپٹی ڈائریکٹر کی خالی اسامی پُر کرنے کے لئے جلد ہی موزوں آفیسر کی تعیناتی کر دی جائے گی۔

(ب) محکمہ ہذا میں مذکورہ اسامیوں کی تعیناتی کے لئے بھرتی کا عمل جاری ہے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میں اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں کہ فیصل آباد Information Office میں ڈائریکٹر کی سیٹ 99-09-30 سے خالی ہے اس کی کیا وجوہات ہیں؟ فیصل آباد کے علاوہ ملتان اور راولپنڈی میں بھی ڈائریکٹر کی سیٹ خالی ہے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ یہ سیٹ ابھی تک کیوں خالی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! یہاں پر ڈائریکٹر کے حوالے سے سوال نہیں کیا گیا بلکہ ڈپٹی ڈائریکٹر کے حوالے سے سوال کیا گیا تھا۔انہیں جو further information چاہئے وہ فراہم کر دی جائے گی۔یہ fresh question ہے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے جو سوال کیا تھا اس کا ہم نے جواب دے دیا ہے۔

محترمہ انجم صفدر: چلیں! ٹھیک ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔انہیں بھی سوال کر لینے دیں۔ جی، محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز(الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ ڈپٹی ڈائریکٹر کی خالی آسامی پُر کرنے کے لئے جلد ہی موزوں آفیسر کی تعیناتی کر دی جائے گی اور یہ جواب 16 جولائی کو موصول ہوا ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا ڈپٹی ڈائریکٹر کی سیٹ کو اب تک پُر کر دیا گیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! ڈپٹی ڈائریکٹر کی سیٹ filled ہے وہاں پر فیصل آباد میں عابد کمالوی نام کے آفیسر کام کر رہے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے آپ سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر لیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آج آپ مجھے سپلیمنٹری سوال نہیں کرنے دے رہے، نہ ہی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے دے رہے ہیں۔ میں نے ایسی کون سی غلطی کر لی ہے؟

جناب سپیکر: آپ نے کون سا ہٹنا ہے، آپ نے تو پھر بھی رکنا نہیں ہے۔ جی، رانا صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے وہ سوال کر لیں، کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ پھر بیٹھ گئے ہیں؟ چلیں! جی، اگر ناراض ہو کر بیٹھے ہیں تو اُٹھ جائیں، پھر آپ سوال ضرور کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ custodian ہیں۔ میری یہ مجال نہیں کہ میں آپ سے بحث کروں۔

جناب سپیکر: میں کہتا ہوں کہ ضمنی سوال کیجئے گا۔ اتنی دیر میں تو آپ نے کر بھی لینا تھا۔ میں نے floor آپ کو دے دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں floor لے رہا ہوں اور لینے بھی تو دیں ناں۔ میرا آپ سے یہ ضمنی سوال ہے کہ آج آپ کو کوئی جلدی لگی ہوئی ہے کہ یہ سوالات ختم ہو جائیں۔ آپ ممبران کو سوال کر لینے دیں، ویسے بھی آج اجلاس ختم ہونے والا ہے۔

جناب سپیکر: جن کے سوال آئے ہیں وہ سب یہ چاہتے ہیں کہ میرا سوال آ جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ کو دو سال میں یہ خیال پہلی دفعہ آیا ہے۔(قہقہہ)

جناب سپیکر: جی، مجھے ہر روز یہ خیال آتا ہے لیکن آپ کو کبھی نہیں آتا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال ہے کہ یہ جواب 16۔ جولائی کو موصول ہوا ہے، 16۔ جولائی سے لے کر اب تک کیا یہ آسامی پُر ہو گئی ہے یا اب بھی وہاں پر کوئی فرضی آدمی کام کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: فرضی کا کیا مطلب ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! فرضی سے مراد additional charge ہے۔

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! فرضی کا مطلب تو fictitious ہوتا ہے۔اس پوسٹ کو fill کرنے کے لئے ایک آفیسر کو additional charge دے دیا گیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس پر ڈپٹی ڈائریکٹر نہیں لگایا جا رہا۔ کیا محکمے میں آفیسرز کی کمی ہے یا کوئی خاص وجہ ہے؟

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جی، ہاں! آفیسرز کی کمی ضرور ہے۔

جناب سپیکر: جی، کمی ہے۔ next question محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ! سوال نمبر بولئے گا۔

MS. TALLAT YAQOOB: Question No.1309. Answer to be taken as read.

اضافی تعلیم پر اضافی ترقی دینے کا مسئلہ

*1309: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے ملازمین کو اضافی تعلیم پر اضافی ترقی دی جاتی تھی اگر ہاں تو کیا اب بھی دی جارہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض ملازمین کچھ ایسے سبجیکٹ میں اضافی تعلیم حاصل کر کے اپنی تنخواہ میں اضافہ کر لیتے ہیں جن کا ان کی سروس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اور نہ ہی گورنمنٹ کو کوئی فائدہ ہو سکتا ہے؟

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صرف ان ملازمین کو تنخواہ میں اضافہ دینے پر تیار ہے جو کہ گورنمنٹ کے کام میں درکار ہو اور دیگر سبجیکٹ میں اضافی ترقی نہ دی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے ملازمین کو اضافی تعلیم پر اضافی ترقی دی جاتی تھی مگر 2001 میں یہ سہولت ختم کر دی گئی ہے۔ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) جب بھی اس طرح کی بے ضابطگی نوٹس میں آئی تو متعلقہ ملازم کی تنخواہ میں سے اضافی ترقی روک دی گئی اور ریکوری بھی کی گئی۔

(ج) 2001 میں یہ سہولت ختم کر دی گئی ہے۔ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں لہذا اب ملازمین کو اضافی ترقیاں دینے کا جواز نہیں بنتا تاوقتیکہ وفاقی حکومت اس سہولت کو بحال کرے۔

MS. TALAT YAQOOB: No.Supplementary Question. Thank you.

جناب سپیکر: جی، next question میاں طارق محمود صاحب! سوال نمبر بولئے گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال نمبر 2589 ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

پی پی-113 اور 115 گجرات میں کمیونٹی اپ لفٹ پروگرام کی تفصیلات

*2589: میاں طارق محمود: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-113 اور 115 گجرات میں سال 08-2007 کے دوران کمیونٹی اپ لفٹ پروگرام کے تحت کون کون سے منصوبے شروع کئے گئے تھے ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ب) کتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے زیر تکمیل ہیں؟

(ج) کتنے منصوبوں پر کام فنڈز فراہم نہ کرنے کی بناء پر بند پڑا ہے؟

(د) جن منصوبوں پر کام فنڈز نہ ہونے کی بناء پر بند ہے کیا حکومت ان کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ):

(الف) پی پی۔113 اور پی پی 115 گجرات سال 08-2007 کے دوران کمیونٹی اپ لفٹ پروگرام کے تحت 27 منصوبہ جات شروع کئے گئے۔ یہ منصوبے تعمیر گلیاں و نالیاں اور نالہ جات پر مشتمل ہیں ان کا کل تخمینہ لاگت 87.000 ملین روپے ہے۔

(ب) تمام منصوبہ جات زیر تکمیل ہیں۔

(ج) سب منصوبہ جات پر فنڈز کی عدم ادائیگی کی بنا پر کام بند تھا۔

(د) حکومت پنجاب نے لیٹر نمبر FD (W&M)1-31/2008-2009/278 مورخہ 16-02-2009 کو ان منصوبہ جات کی تکمیل کے لئے فنڈز ضلعی حکومت کو مہیا کر دیئے ہیں اور اب ان منصوبہ جات پر کام جلد شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ اس پر کوئی سپلیمنٹری سوال کرنا چاہتے ہیں؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ میں نے جز (الف) میں کہا ہے کہ "پی پی۔113 اور 115 گجرات میں سال 08۔2007 کے دوران کمیونٹی اپ لفٹ پروگرام کے تحت کون کون سے منصوبے شروع کئے گئے تھے، ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟" اس کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ "پی پی۔113 اور 115 گجرات میں سال 08-2007 کے درمیان کمیونٹی اپ لفٹ پروگرام کے تحت 27 منصوبہ جات شروع کئے گئے تھے، یہ منصوبے تعمیر گلیاں و نالیاں اور نالہ جات پر مشتمل ہیں ان کا کل تخمینہ لاگت 87.000 ملین روپے ہے۔" میں نے ان کے نام پوچھے ہیں، ان کے نام نہیں دیئے گئے۔ کیا یہ جواب مکمل ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): یہ لسٹ مکمل ہے اور اگر آپ کو چاہئے تو آپ کو ابھی مہیا کی جا سکتی ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے ان منصوبہ جات کے نام کہا تھا یہ ان کے نام نہیں ہیں۔ کیا جز (الف) کا جواب مکمل ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جی، یہ سارا fresh ہے۔ یہ لسٹ میرے پاس ہے، اگر آپ اجازت دیں تو میں ابھی آپ تک پہنچا دیتا ہوں یا ٹیبل پر رکھ دیتا ہوں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! جواب میں نام نہیں لکھے گئے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے منصوبوں کے نام پوچھے ہیں، ان کے بارے میں آپ نے نہیں بتایا۔ آپ ان کو نام پڑھ کر سُنا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! میں شروع کرتا ہوں کہ

Construction of PCC soling streets plus drain nalas in Union Council no.72

حاجی ناصر محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر کسی ساتھی نے اپنا سوال کیا ہے اور اس کے جواب کی کاپی سیکرٹری صاحب نے اپنے پاس رکھی ہوئی ہے تو وہ سوال کرنے والا کیا سمجھے گا؟ میری درخواست یہ ہے کہ انہوں نے جو سوال کیا ہے اس کے جواب کی کاپی ان کو بھی ملنی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، مناسب بات تو یہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! ان کی بات مناسب ہے۔ یہ لسٹ میرے ہاتھ میں ہے میں ابھی ان تک پہنچا دیتا ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، next

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرے خیال میں یہ جواب نامکمل ہے کیونکہ یہ میرے تک نہیں پہنچا اور اگر میں کسی ایک منصوبے پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں تو مجھے معلوم ہونا چاہئے کہ اس منصوبے پر کتنی لاگت آئی ہے، اس میں کتنا پیسا خرچ کیا گیا ہے؟ مجھے تو کوئی مکمل جواب نہیں دیا گیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات(جناب شہزاد سعید چیمہ):جناب سپیکر!اگر فاضل رکن مناسب سمجھیں تو کل کا کوئی ٹائم یا سیشن ختم ہونے کے فوراً بعد اکٹھے بیٹھ کر یہ ساری details دیکھ لیتے ہیں یہ جس پر بھی سوال کرنا چاہیں یا pending کرنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر:نہیں،ایسے مناسب نہیں ہے۔آپ کو چاہئے تھا کہ آپ ان کو اس کی کاپی مہیا کرتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات(جناب شہزاد سعید چیمہ):جناب سپیکر:یہ ساری لسٹ موجود ہے،یہ تفصیل سے دیکھ لیں۔

جناب سپیکر:نہیں،یہ لسٹ آپ کے پاس ہے وہ سپلیمنٹری سوال کرنا چاہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات(جناب شہزاد سعید چیمہ):جناب سپیکر!میں اس میں چھوٹی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔میں پہلے ان کے پرانے سوال کا جواب دے دوں کہ ان کو تو پتا ہے کہ کونسا منصوبہ مکمل نہیں ہے یا کس میں فنڈز نہیں آئے؟وہ مجھے بتادیں میں ابھی on the floor of the House ان کو تسلی کروا دیتا ہوں کہ اس پر فنڈز جاری ہوئے ہیں یا نہیں۔

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!میرا supplementary question ہے۔

جناب سپیکر:جی ان کا next supplementary question سُنئے گا۔

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!پھر کیا اس کا جز(الف)pending ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر:چلیں!اس کو pending کرتے ہیں۔

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!جز(د)میں یہ لکھا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نے letter No فلاں فلاں کے تحت مورخہ 09-02-16 کو ان منصوبہ جات کی تکمیل کے لئے فنڈز ضلعی حکومت کو مہیا کر دیئے ہیں اور اب ان منصوبہ جات پر کام جلد شروع ہو جائے گا۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 09-02-16 کو فنڈز فراہم کر دیئے گئے ہیں اور ابھی تک یہ کہہ رہے ہیں کہ ان پر کام شروع کیا جائے گا،اس delay کا ذمہ دار کون ہے اور ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات(جناب شہزاد سعید چیمہ):جناب سپیکر!سوال سالم pending ہو گیا ہے یا صرف وہ جز pending ہوا ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! پہلے تو وہ جز pending ہوا ہے اب اس جز کے بارے میں ان کا کیا خیال ہے ؟ اگر سارا سوال pending کروانا چاہتے ہیں تو کروالیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ یہ سوال سب کے لئے ضروری ہے۔ آپ سپیکر ہیں آپ سمجھتے ہیں کہ جو فنڈز حکومت پنجاب نے 09-02-16 کو دیئے ہیں ان کے بارے میں جواب دیا گیا ہے کہ منصوبہ جات کی تکمیل کے لئے فنڈز ضلعی حکومت کو مہیا کر دیئے ہیں۔ اب ان منصوبہ جات پر کام جلد شروع ہو جائے گا۔ کیا اس delay کا کوئی ذمہ دار ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! میں تو پہلا سوال بھی pending نہیں کراونا چاہتا۔

جناب سپیکر: جی ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! میں تو پہلا جز بھی pending نہیں کروانا چاہتا۔ میں تو چاہتا ہوں کہ اس پر بھی ابھی ان کی تسلی ہو جائے۔ جہاں تک 16۔ جون 2009 تک ضلعی حکومتوں کو فنڈز مہیا کرنے کا تعلق ہے تو وہ ہم نے بالکل کر دیئے ہیں اور نہ صرف فنڈز مہیا کئے ہیں بلکہ کمشنرز کو local سطح پر کام کی execution کے لئے بھی powers delegate کر دی گئی ہیں۔ اس کے بعد P&D نے باقاعدہ دو دفعہ تمام کمشنرز کے ساتھ میٹنگز کی ہیں، ان کو تحریری طور پر directions دی ہیں اور ان سے update لیا گیا ہے۔ یہ لوکل معاملہ ضلع اور کمشنر کی حد تک ہے ہم اس کا مستقل follow up رکھتے ہیں۔ ہم انھیں مزید لیٹر لکھ کر update لے لیتے ہیں۔ یہ سارے ہاؤس کو پتا ہے کہ اس کا ایک time ہے اور پورا process مکمل ہونے کے بعد اس نے مکمل ہونا ہوتا ہے۔ شکریہ

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ اس میں جتنی delay ہوئی ہے اس کا بھی کوئی ذمہ دار ہے یا نہیں ؟ میں پھر عرض کر دیتا ہوں کہ اس delay کا کون ذمہ دار ہے اور ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے ؟ مجھے میرے سوال کا جواب دیا جائے اس لمبی چوڑی کہانی کی ضرورت نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔ یہ سوال 20۔ مارچ 2009 کو کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: یہ سوال صرف انہی کے لئے کیا گیا تھا یا سارے پنجاب کے لئے تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! چونکہ انھوں نے سوال کیا تھا اس لئے ہم نے تو آپ کی وساطت سے انہی کی تسلی کرانی ہے۔

جناب سپیکر: جی، جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): آج تک ان کی 79 فیصد سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں۔ میرے محترم بھائی ذرا اپنے ضلع سے اس چیز کو re-confirm کر لیں اور اگر پھر بھی مناسب سمجھیں تو ہم دوبارہ ان کی تسلی کرائیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، ان کی تسلی کرائیں۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر!۔۔۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال کریں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں بھی ڈنگہ کا رہنے والا ہوں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ 75 فیصد منصوبے مکمل ہو چکے ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈنگہ سیم والے by pass پر جو نالے کی uplifting ہونی تھی کیا وہ ہو چکی ہے؟

جناب سپیکر: آپ اس سوال سے متعلقہ بات کریں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ کیا آپ سارے پنجاب کی بات کریں گے؟ اس سوال کا جواب pending ہے۔ اگلا سوال جناب شفیق احمد گجر صاحب کا ہے۔

محترمہ نسیم لودھی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مشکل سے پوائنٹ آف آرڈر پر تشریف لائے ہیں۔ چودھری صاحب پہلے مجھے ادھر سے بات سن لینے دیں۔ (شور و غل)

محترمہ نسیم لودھی: شکریہ

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ جی، محترمہ!

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! یہ back benches بات نہیں کرنے دے رہے۔ جہاں تک فنڈز کا تعلق ہے؟

جناب سپیکر: کس کا؟

محترمہ نسیم لودھی: ڈویلپمنٹ فنڈز کا- جناب سپیکر! آپ نے 09-2008 کے ڈویلپمنٹ فنڈز کی کس طرح ونڈ ڈالی ہے؟

جناب سپیکر: کیا؟

محترمہ نسیم لودھی: ونڈ کیسے ڈالی ہے؟

جناب سپیکر: کس نے؟

محترمہ نسیم لودھی: جس نے بھی فنڈز دینے تھے انھوں نے خواتین کو فنڈز دینے کا کیا criteria رکھا ہے؟ حکومتی بنچز کی خواتین کو بے شک فنڈز دیں یا نہ دیں لیکن اپوزیشن کی خواتین کو فنڈز ضرور دیں- میں بھی اپوزیشن کی خواتین میں آتی ہوں-

آوازیں: آپ اپوزیشن میں ہیں؟

محترمہ نسیم لودھی: نہیں- میں اپوزیشن سے نہیں بلکہ اس گروپ سے ہوں-

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر-

محترمہ نسیم لودھی: Excuse me میں پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑی ہوں اور پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا اور آپ تو پہلے بھی ممبر رہ چکی ہیں اس لئے آپ کو rules کا پتا ہے-

جناب سپیکر: محترمہ! ماشاءاللہ آپ تو پرانی پارلیمنٹیرین ہیں- پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا- No cross talk. No cross talk اب محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کو بات مکمل کرنے دیں-

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! میں اس گروپ سے ہوں اور وہیں سے کھڑے ہو کر بات کر رہی ہوں کہ اپوزیشن کی کچھ خواتین ممبران کو ڈویلپمنٹ فنڈز ملے ہیں اور کچھ کو نہیں ملے- یہ اس طرح کیوں ہوا ہے؟ لہذا وزیر بلدیات اس کا جواب دیں کہ جن کو نہیں ملے ان کا کیا قصور ہے؟

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ---

جناب سپیکر: آرڈر پلیز-

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اگر لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو فنڈز ملیں گے تو پھر وہ فاضل ممبران کی سکیموں کے against پیسا جاری کرے گا۔جب ہمیں فنڈز ہی نہیں ملیں گے تو پھر ہم کس اصول کے تحت پیسا جاری کریں گے ؟۔لہذا بہتر تو یہ ہے کہ آپ فنانس ڈیپارٹمنٹ سے جواب طلب کریں وہی اس پر وضاحت دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری فنانس! اب بات آپ کے ذمہ آ گئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! مجھے کچھ ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ کو کتنا ٹائم چاہئے ؟ میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہے اب دو ٹوک بات ہونی چاہئے۔آپ ہر روز ٹائم لیتے ہیں پھر نیا مسئلہ شروع ہو جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! اگلے اجلاس تک مجھے ٹائم دے دیں۔ ہم ان کو clear کر کے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلے اجلاس تک کے لئے ٹائم دیا جاتا ہے۔جی، چودھری شفیق گجر صاحب اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔میں کوئی آئینی بات کرنا چاہ رہا ہوں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: No point of order. Order please: جی، محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ مستی خیل صاحب بڑی دیر کے بعد آئے ہیں اور آج پوائنٹ آف آرڈر لے رہے ہیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: یہ کوئی بات نہیں ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! آپ rules دیکھ لیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: یہ کوئی بات نہیں ہے۔

MR. SPEAKER: Overrule.

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں یہ بات بتانا چاہتی ہوں کہ میرے سمیت بہت سے حلقوں میں ٹینڈر ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ Order in the House

محترمہ فوزیہ بہرام: کام ختم ہو چکا ہے لیکن میرے ضلع چکوال میں تو یہ حال ہے کہ ٹینڈر والے لوگ باقاعدہ جلوس نکال کر ڈی سی او کے دفتر تک گئے ہیں۔ جب تین صوبوں میں یہ فنڈز مل رہے ہیں، سینٹ اور قومی اسمبلی میں مل رہے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ پنجاب میں خواتین کو فنڈز سے محروم رکھا جا رہا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ میں بہت strongly اس بات کو feel کرتی ہوں کہ پنجاب میں خواتین کی وہ عزت نہیں کی جا رہی ہے جو آئین کے تحت ہمیں due ہے اور وہ طریق کار بھی اختیار نہیں کیا جا رہا۔ یہاں پر ہمارے راجہ صاحب اور رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا تھا کہ وہ فنڈز دیں گے اور فنڈز نہ دینا اس کے برابر ہے کہ یہ خواتین کو membership میں proper respect نہیں دینا چاہتے۔ اگر پنجاب اسمبلی membership میں خواتین کو proper respect نہیں دینا چاہتی تو پھر یہ بیان کیا جائے تاکہ ہم پنجاب میں یہ عام کریں ورنہ ہمارے پچھلے سال کے فنڈز جن کے ٹینڈر بھی ہو چکے ہیں وہ release کئے جائیں۔ بہت مہربانی

جناب سپیکر: اس کا جواب کون دے گا؟

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اس وقت وقفہ سوالات ہے۔ اس میں پوائنٹ آف آرڈر تو ہو سکتا ہے لیکن جب وقفہ سوالات ہو تو اس میں کسی اور topic پر discussion نہیں ہو سکتی۔ یہ وقفہ سوالات کے بعد نکتہ اعتراض اٹھائیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! شاہ صاحب relevant بات کر رہے ہیں، آپ بھی سن لیں۔

سید ناظم حسین شاہ: یہ اس میں ضمنی سوال کریں لیکن وقفہ سوالات میں کوئی غیر متعلقہ بات نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: جی، اب وہ بعد میں بات ہو گی۔ جی، شفیق گجر صاحب سوال کا نمبر بولیں۔

چودھری شفیق احمد گجر: سوال نمبر 2703۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! پلیز تشریف رکھیں۔ بڑا قیمتی ٹائم ہے۔ آپ اپنی تقریر بعد میں کریں اور پہلے مجھے یہ نمٹانے دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ میں آپ کا بڑا ممنون ہوں گا۔ گجر صاحب! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

چودھری شفیق احمد گجر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

فیصل آباد۔ محکمہ اطلاعات کے دفاتر میں سٹاف کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2703: چودھری شفیق احمد گجر: کیا وزیر اطلاعات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ اطلاعات کے دفاتر میں کتنا سٹاف ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے؟

(ب) مذکورہ بالا دفاتر کے قائم کرنے کے مقاصد سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) ضلع فیصل آباد کے ان دفاتر میں کتنی منظور شدہ اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں ان کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

وزیر اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) محکمہ تعلقات عامہ پنجاب ڈویژنل انفارمیشن آفس فیصل آباد اور اس کے ماتحت دفاتر میں اس وقت مندرجہ ذیل عہدوں پر افسران / ماتحت کام کر رہے ہیں:۔

نمبر شمار	عہدہ	ڈویژنل انفارمیشن آفس فیصل آباد	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس ٹوبہ ٹیک سنگھ	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس جھنگ
1	ڈائریکٹر	01	-	-
-2	ڈپٹی ڈائریکٹر	02	-	-
-3	انفارمیشن آفیسر	01	01	01
-4	اسسٹنٹ	01	-	-
-5	سٹینوگرافر	02	-	-
-6	فوٹوگرافر	01	-	-
-7	آرٹیکل رائیٹر	01	-	-

-8	ٹیلکس آپریٹر	01	-	-
-9	آپریٹر	01	-	-
-10	سینئر کلرک	`02	01	01
-11	جونئیر کلرک	02	01	01
-12	ڈارک روم اٹنڈنٹ	01	-	-
13	ڈرائیور	02	01	01
-14	دفتری	01	-	-
-15	ہیلپر	01	-	-
-16	نائب قاصد	03	01	01
-17	کلینر	01	-	-
-18	ڈاک رنر	01	-	-
-19	چوکیدار	01	01	01
–20	سویپر	01	01	01
	کل سٹاف	27	07	07

(ب) مذکورہ بالا دفاتر قائم کرنے کا بنیادی مقصد ڈویژن اور ڈسٹرکٹ سطح پر حکومتی اقدامات کی ذرائع ابلاغ کے ذریعے تشہیر کرنا نیز ڈویژن بھر کی پریس کوریج سے متعلقہ امور کی جانچ پڑتال اور عوامی بھلائی کے حکومتی منصوبوں کی پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے تشہیر کرنا ہے۔اس کے علاوہ اخبارات کے تراشوں کو متعلقہ وزراأور محکموں کو برائے ضروری کارروائی ارسال کیا جاتا ہے۔

(ج) ضلعی دفتر فیصل آباد اور اس کے ماتحت دفاتر میں درج ذیل اسامیاں خالی پڑی ہیں:۔

نمبر شمار	عہدہ	ڈویژنل انفارمیشن آفس فیصل آباد	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس ٹوبہ ٹیک سنگھ	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس جھنگ
-1	سٹینوگرافر	01	-	-
-2	ڈاک روم اٹنڈنٹ	01	-	-
-3	چوکیدار	01	-	-

مذکورہ بالا خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے اخبار میں اشتہار پہلے ہی دیا جاچکا ہے اور بھرتیوں کے عمل پر دفتری کارروائی جاری ہے۔عنقریب اہل امیدواران کو بھرتی کے احکامات بھی جاری کر دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری شفیق احمد گجر: جناب سپیکر! جواب دینے کے لئے وزیر موصوف یا پارلیمانی سیکرٹری صاحب ایوان میں موجود ہیں؟

وزیر مقامی حکومت وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں موجود ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب خود موجود ہیں۔

چودھری شفیق احمد گجر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ جز (ج) کا جواب 3 جولائی کو موصول ہوا۔ تقریباً ساڑھے تین یا چار ماہ گزر چکے ہیں کیا انھوں نے ان خالی اسامیوں پر بھرتیاں کی ہیں؟ اگر نہیں کیں تو یہ خالی اسامیاں پُر کرنے کا کب تک ارادہ رکھتے ہیں؟ (شور وغل)

جناب سپیکر: مجھے بار بار یہ بات دہرانا پڑتی ہے، .Order in the House اگر کسی کو گپ شپ کرنی ہے تو لابی میں چلے جائیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں اس بارے میں وضاحت کرتا چلوں کہ سٹینوگرافرز کے ٹیسٹ ہو چکے ہیں، 29 تاریخ کو ان کے انٹرویوز ہیں، جس کے بعد سٹینوگرافر کی جو ایک اسامی خالی ہے وہ بھی پُر کر دی جائے گی۔ ڈاک روم اٹنڈنٹ کی اسامی 13 تاریخ کو fill ہو چکی ہے۔ اب صرف چوکیدار کی ایک اسامی رہتی ہے وہ بھی جلد fill ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، شفیق احمد گجر صاحب! کوئی اور ضمنی سوال؟

جناب شفیق احمد گجر: جی، نہیں۔ شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اس پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہاں پر جواب میں بتایا گیا ہے کہ فیصل آباد میں ایک ڈائریکٹر کی post vacant ہے اور یہ اسامی 30-9-1999 سے vacant ہے۔ ایک تو میں honourable Minister صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کب اس پر recruitment کریں گے؟ دوسرا ڈپٹی ڈائریکٹر اور انفارمیشن آفیسر کے بارے میں according to my information محکمہ نے غلط جواب دیا ہے۔ فیصل آباد میں ڈپٹی ڈائریکٹر کی ایک اسامی vacant ہے

اور دوسری اسامی پر ایک آدمی کام کر رہا ہے جس کا نام عبدالجبار عابد کمالوی ہے۔اسی طرح سے انفارمیشن آفیسر کے بارے میں انھوں نے بتایا ہے کہ یہاں پر ایک بندہ کام کر رہا ہے جبکہ یہاں پر بھی دو بندے کام کر رہے ہیں، ایک سبحان علی اور دوسرے آصف ڈوگر ہیں۔ پلیز، منسٹر صاحب اس کی clarification فرمادیں۔

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں اس کی وضاحت محترمہ کو اس طرح سے کروں گا کہ جتنے بھی ہمارے Divisional Headquarters ہیں وہاں پر divisional posts ہوتی ہیں ، وہاں پر ضلعی اسامیاں نہیں ہوتیں۔آپ یہ وضاحت قبول فرمائیں کہ جو Divisional Headquarters ہوتے ہیں وہاں پر divisional tares ہوتے ہیں، وہاں پر district tares نہیں ہوتے۔ڈائریکٹر ڈویژنل level پر ہوتے ہیں، ڈسٹرکٹ level پر نہیں ہوتے۔اگر آپ مزید کچھ پوچھنا چاہتی ہیں تو ضرور پوچھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہاں جواب میں ڈائریکٹر اور انفارمیشن آفیسر فیصل آباد کے لئے دو اور ایک کی figures دی گئی ہیں جبکہ according to my information، میں repeat کرتی ہوں، شاید میرے بتانے میں کوئی problem ہوئی ہے کہ یہاں پر ایک بندہ کام کر رہا ہے۔ یہ دو کی figure غلط ہے۔ وہاں پر ایک بندہ کام کر رہا ہے اور ایک اسامی vacant ہے۔ جو صاحب یہاں پر کام کر رہے ہیں ان کا نام عبدالجبار عابد کمالوی ہے۔same اسی طرح سے انفارمیشن آفیسر کا یہاں پر بتایا گیا ہے کہ ایک post ہے جبکہ یہاں پر بھی دو لوگ کام کر رہے ہیں اور ان کے نام سبحان علی اور آصف ڈوگر ہیں۔kindly مجھے یہ بتایا جائے کہ منسٹر صاحب کی information incorrect ہے یا جو میں نام بتا رہی ہوں وہ information incorrect ہے اگر ان کی information incorrect ہے تو وہ کیوں ہے؟

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں اس حوالے سے مزید تحقیق کر کے محترمہ کی تسلی کروادوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میری یہ درخواست ہے کہ اس سوال کو pending کر دیا جائے۔

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اگر آپ اس سوال کو pending کرنا مناسب سمجھتے ہیں تو بے شک کر دیں۔ میں اس کی وضاحت دے دوں گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ سوال pending نہیں ہو گا بلکہ آپ کو اس کا جواب مل جائے گا۔ اس کو pending کرنا مناسب نہیں ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میرا اس پر ضمنی سوال ہے؟

جناب سپیکر: جی، اس پر اب مزید ضمنی سوال نہیں ہو سکتا۔ حضرت! آپ کی مہربانی، تشریف رکھیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! چنیوٹ نیا ضلع بنا ہے اور وہ بھی فیصل آباد ڈویژن میں شامل ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ تمام کے تمام عہدے چنیوٹ کے لئے بھی مختص کئے جائیں گے یا نہیں؟

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! چنیوٹ ایک نیا ضلع بنا ہے۔ محکمہ کی طرف سے اس کے لئے proposal جا چکی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد وہاں پر ہمارا district set up آ جائے گا۔

جناب سپیکر: چنیوٹی صاحب! آپ کے ضلع کے لئے set up بن رہا ہے۔ اگلا سوال خواجہ عمران نذیر صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 1441۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب تھوڑی دیر پہلے تو یہاں بیٹھے ہوئے تھے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! وہ شاید چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ ان کے ایماء پر میاں نصیر صاحب سوال کر رہے ہیں کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں مزدور کی کم از کم تنخواہ چھ ہزار روپے کرنے کا مسئلہ

*1441: خواجہ عمران نذیر: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صنعتی مزدور کی کم از کم تنخواہ -/6000 روپے بجٹ 2008-09 میں کرنے کا اعلان کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے ابھی تک صوبہ میں کام کرنے والے ورک چارج ملازمین کی تنخواہ چھ ہزار روپے کرنے کا نوٹیفکیشن نہیں کیا جس کی وجہ سے ان کو ابھی تک -/4800 روپے ماہانہ ادائیگی کی جا رہی ہے؟

(ج) کیا حکومت پنجاب کم از کم اجرت -/6000 روپے کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک):

(الف) جی ہاں! یہ اعلان مرکزی حکومت نے کیا تھا۔ حکومت پنجاب نے بھی اس کا اطلاق صنعتی اور کمرشل اداروں کے ورکرز پر لاگو کر دیا ہے۔

(ب) ورک چارج ملازمین جو کہ سرکاری ترقیاتی محکموں میں کم میعاد یا جز وقتی کام کرتے ہیں ان کی اجرت "شیڈول آف ویج ریٹ" کے تحت متعین کی جاتی ہے۔ حکومت پنجاب کے مستقل ملازمین کی تنخواہوں میں جولائی 2008 میں اضافہ کیا گیا ہے۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے وزیراعلیٰ پنجاب کی منظوری کے بعد شیڈول آف ویج ریٹ 2008 کو مورخہ 3۔ نومبر 2008 کو جاری کر دیا گیا ہے۔ جس کے بعد ان ملازمین کی تنخواہ میں تقریباً 20 سے 27 فیصد اضافہ ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت پنجاب مرکزی حکومت کو پرزور سفارش کر رہی ہے کہ کسی بھی ریگولر سرکاری ملازم کو آئندہ تنخواہوں میں اضافے پر کم از کم تنخواہ چھ ہزار روپے ماہوار سے کم نہ دی جائے تاکہ اس کا اطلاق صوبے کے سول ملازمین اور جز وقتی کام کرنے والے ورک چارج ملازمین پر کیا جا سکے۔

(ج) جیسا کہ مندرجہ بالا جز کے جواب میں تحریر کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صنعتی مزدوروں کی کم از کم تنخواہ -/6000 روپے بجٹ 09-2008 میں کرنے کا اعلان کیا تھا"؟ اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "یہ اعلان مرکزی حکومت نے کیا تھا۔ حکومت پنجاب نے بھی اس کا اطلاق صنعتی اور کمرشل اداروں کے ورکرز پر لاگو کر دیا ہے۔" ہمارے جتنے بھی بڑے سرکاری ادارے تھے ان پر یہ بڑے احسن طریقے سے لاگو ہوا ہے لیکن پرائیویٹ اداروں کے اندر آج بھی -/6000 روپے تنخواہ نہیں دی جا رہی۔ میرا سوال یہ ہے کہ جن پرائیویٹ صنعتی اداروں میں غریب مزدوروں کا استحصال کیا جا رہا ہے کیا ان کے خلاف آج تک کوئی کارروائی ہوئی ہے، اگر ہوئی ہے تو انہیں کس قانون کے تحت کیا سزا دی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر کو یہ بتانا چاہوں گا کہ جن اداروں پر Industrial Act لاگو ہوتا ہے ان کی تنخواہیں حکومت کے اعلان کے مطابق بڑھا دی گئی ہیں۔ جن اداروں پر Industrial Act لاگو نہیں ہوتا ان کی تنخواہیں نہیں بڑھائی گئیں۔ دوسرے ملازمین بھی دو قسم کے ہیں، ایک وہ ملازمین جو کہ permanent ہیں جبکہ دوسرے ورک چارج ملازمین ہوتے ہیں۔ آگے ورک چارج میں بھی دو قسم کے ملازمین ہیں۔ پہلی قسم کے ملازمین development project کے لئے رکھے جاتے ہیں جبکہ دوسری قسم کے ملازمین non-development projects کے لئے رکھے جاتے ہیں۔ ان کی تنخواہیں مقامی طور پر DCO صاحبان مقرر کرتے ہیں۔ وہ اس زمرے میں نہیں آتے۔ اگر معزز ممبر کو کسی ادارے کے حوالے سے کوئی شکایت ہے تو اسے point out کریں، ہم اس کے خلاف ایکشن لیں گے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال کیا ہے کہ جہاں پر -/6000 روپے تنخواہ نہیں دی جاتی ان کو آپ کیا سزا دیتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! یہ point out کریں کہ کس ادارے میں -/6000 روپے تنخواہ نہیں دی جا رہی؟ اس کے خلاف فوری ایکشن لیا جائے گا۔ ویسے یہ fresh question بنتا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ قانون پرائیویٹ اداروں پر بھی لاگو ہے اور وہ -/6000 روپے تنخواہ دینے کے لئے bound ہیں۔ اگر وہاں پر -/6000 روپے تنخواہ نہیں دی جاتی تو اس کی کیا سزا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! جن اداروں پر Industrial Act لاگو ہوتا ہے ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ملازمین کو کم از کم تنخواہ -/6000 روپے دیں۔ جن اداروں پر Industrial Act لاگو نہیں ہوتا وہ اس زمرے میں نہیں آتے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کسی ادارے کے بارے میں specifically بتادیں وہ جواب دے دیں گے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ وہ پرائیویٹ صنعتی ادارے جو کہ -/6000 روپے تنخواہ نہیں دیتے ان کو کیا سزا دی جاتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): یہ نشان دہی کریں، ہم کارروائی کریں گے۔ ویسے بھی یہ fresh question بنتا ہے۔ یہ کس ادارے کو point out کرنا چاہتے ہیں؟ یہ سزا Industrial Act کے تحت دی جاتی ہے اور محکمہ لیبر یہ سزا دیتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اب ہم اگلا سوال لیتے ہیں۔ اگلا سوال جناب خالد جاوید اصغر گھرال صاحب کا ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! سوال نمبر 3692۔

جناب سپیکر: کیا اس سوال کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! جی، ہاں اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایم پی اے کے فنڈز کا سی سی بی کے ذریعے استعمال

*3692: جناب خالد جاوید اصغر گھرال: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ایم پی اے کے فنڈز سی سی بی کے ذریعے خرچ ہو سکتے ہیں؟

(ب) اگر جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ فنڈز بھی سی سی بی کے ذریعے خرچ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ):

(الف) ایم پی اے کے فنڈز سٹیزن کمیونٹی بورڈ (سی سی بی) کے ذریعے خرچ نہیں ہو سکتے۔

(ب) ایسی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں کیونکہ ایم پی اے حضرات کو صوبائی حکومت کی طرف سے فنڈز/ گرانٹ مخصوص طریق کار اور منصوبہ جات کے لئے جاری کئے جاتے ہیں جب کہ سی سی بی پروگرام کو لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے ذریعے شروع کیا گیا تھا اور اس پروگرام کے تحت منصوبہ جات کی منظوری کے لئے فنڈز کی فراہمی عملدرآمد کے مخصوص طریق کار و ضابطہ جات وضع کردہ ہیں اور ایم پی اے کے فنڈز سی سی بی پروگرام کے تحت خرچ کرنا ممکن نہ ہوگا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! سٹیزن کمیونٹی بورڈ کے فنڈز normally بہت کم استعمال ہوتے ہیں۔ ہمارے گجرات میں بھی سٹیزن کمیونٹی بورڈ کے کروڑوں روپے کے فنڈز ابھی تک پڑے ہوئے ہیں۔ اگر کمیونٹی میں سے کوئی بندے آئیں اور وہ پیسا خرچ کریں تو پھر یہ فنڈز استعمال ہو سکتے ہیں۔ اس کو review کرنے کی ضرورت ہے۔ کیا محکمہ کوئی ایسا طریق کار وضع کر سکتا ہے کہ ایم۔پی۔اے کے فنڈز سی سی بی پروگرام کے تحت خرچ کئے جا سکیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! ایم۔پی۔اے کے فنڈز سٹیزن کمیونٹی بورڈ کے ذریعے خرچ نہیں ہو سکتے۔ لوکل گورنمنٹ ایکٹ میں ایسی کوئی provision موجود نہیں ہے۔ دوسرا اس کی needs community based پر ہیں، ان کی participatory approach ہوگی تو تب جا کر یہ سلسلہ چلے گا۔ شکریہ

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! یہ تو پرانا نظام ہے، میں پوچھ رہا ہوں کہ اس میں بہتری لانے کے لئے محکمہ کے پاس کوئی تجویز ہے؟ یہ فنڈز ایسے ہی پڑے رہتے ہیں، استعمال میں نہیں آتے تو اس کا فائدہ کیا ہے؟ ہر ضلع میں کروڑوں روپے کے فنڈز ایسے ہی پڑے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! جیسا کہ معزز ممبر فرما رہے ہیں، واقعی یہ بڑا بے کار سا نظام ہے۔ ہم اس میں بہتری لانے کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ جلد نیا Act,2009 لا رہے ہیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! ہاؤس کو بتائیں کہ وہ اس سلسلے میں کیا تجویز کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، وہ بتا رہے ہیں کہ اس کے لئے باقاعدہ ایک نیا Act لا رہے ہیں۔ آپ نے کوئی مزید ضمنی سوال پوچھنا ہے تو وہ کریں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: چلیں، جیسے آپ کی مرضی۔

جناب سپیکر: شکریہ، اگلا سوال محترمہ شبینہ ریاض صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔

محترمہ آمنہ الفت: On her behalf سوال نمبر 3494۔ (معزز رکن نے محترمہ شبینہ ریاض کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3494 دریافت کیا)

شالامار باغ لاہور میں نماز فجر کے بعد سیر کے لئے
آنے والوں کی انٹری فری کا مسئلہ

*3494: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر اطلاعات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شالامار باغ لاہور میں صبح نماز فجر کے بعد سیر کے لئے آنے والوں سے 10 روپے انٹری فیس وصول کی جارہی ہے؟

(ب) کیا حکومت پنجاب صبح کی سیر کے لئے آنے والوں کی شالامار باغ میں انٹری فری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) شالامار باغ میں صبح نماز فجر کے بعد لوگ سیر کے لئے نہیں آتے کیونکہ یہ باغ صبح 8 بجے عوام کے لئے کھولا جاتا ہے۔

(ب) شالامار باغ ایک تاریخی نوعیت کا باغ ہے اور یہ یونیسکو کے عالمی ورثہ کی فہرست میں بھی شامل ہے اس لئے باغ کا موازنہ عام پبلک پارکوں کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا۔ شالا مار باغ اگست 2004 سے پہلے مرکزی آثار قدیمہ کے زیر کنٹرول تھا اور اگست 2004 کے بعد اس باغ کی بہتر دیکھ بھال اور بحالی کے لئے محکمہ آثار قدیمہ حکومت پنجاب کو اس کا کنٹرول دیا گیا ہے۔ حکومت پنجاب اس کی بہتر دیکھ بھال اور بحالی کے لئے ایک خطیر رقم خرچ کر رہی ہے۔ باغ کی درست حالی کا کام جاری ہے۔ شالامار باغ کو محض صبح کی سیر اور جاگنگ کے لئے کھولنا مناسب نہیں ہے۔

فروری2008 میں ملک محمد ریاض، ایم این اے شاہدرہ نے مقبرہ جہانگیر کے گیٹ صبح عام پبلک کی سیر کے لئے کھولنے کے لئے مرکزی آثار قدیمہ سے رابطہ کیا تھا۔ منسٹری آف کلچر میں یہ کیس زیر غور رہنے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ چونکہ یہ ایک تاریخی ورثہ ہے۔ اس لئے محکمہ آثار قدیمہ حکومت پاکستان کے رولز "Admission of Public into Immovable Antiquities Rules 1982." کے سیکشن9 کے تحت مقبرہ جہانگیر کو عام پبلک کے لئے صبح کی سیر کے لئے کھولنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔
چونکہ شالامار باغ بھی ایک تاریخی ورثہ ہے جو کہ عام پبلک کے لئے صبح کی سیر کے لئے نہیں کھولا جاتا اس لئے انٹری یا فری انٹری کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں شالامار باغ کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ "شالامار باغ میں صبح کی سیر کی اجازت نہیں ہے۔" میں محکمے سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ باغ نیا ہو یا پرانا، باغ تو سیر کے لئے ہوتا ہے پھر اس باغ میں سیر کرنے کی اجازت کیوں نہیں ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے جواب مکمل طور پر پڑھا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ لکھا ہوا ہے کہ "شالامار باغ2004 سے پہلے مرکزی آثار قدیمہ کے زیر کنٹرول تھا اور اگست 2004 کے بعد اس باغ کی بہتر دیکھ بھال اور بحالی کے لئے محکمہ آثار قدیمہ حکومت پنجاب کو اس کا کنٹرول دیا گیا ہے۔ حکومت پنجاب اس کی بہتر دیکھ بھال اور بحالی کے لئے ایک خطیر رقم خرچ کر رہی ہے۔ باغ کی درست حالی کا کام جاری ہے۔ شالامار باغ کو محض صبح کی سیر اور جاگنگ کے لئے کھولنا مناسب نہیں ہے۔"

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترمہ کو بتانا چاہوں گا، This question relates to the Culture Department لیکن اس کے باوجود میں اس کی وضاحت کرتا چلوں کہ Shalimar

جس میں روہتاس Bagh and 2 other sites of such heritage in Punjab. فورٹ اور لاہور فورٹ ہے۔ شالامار باغ seven world heritage sites میں سے ایک site ہے جس کو آپ as a normal park or as a normal bagh utilize نہیں کر سکتے۔

چودھری اللہ رکھا: جناب سپیکر! شالامار باغ میرے حلقے کے ساتھ لگتا ہے شمالی لاہور میں یہ ایک ہی باغ ہے تو مہربانی کر کے اس کو صبح کے وقت کھلوائیں اور اس میں entry free کریں۔

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اگر میرے محترم بھائی نے اس کا جواب پڑھا ہو تو میرے خیال میں ان کو وضاحت ہو جائے گی اور شاید اب ان کو میری آواز آ رہی ہو گی۔ شالامار باغ صبح 8 بجے سے لے کر شام کے وقت تک عوام کے لئے کھولا جاتا ہے It can not be considered as ordinary park, it is one of the 7 heritage sites in the world. اگر ان کو وہاں پر پارک کی ضرورت ہے تو یہ گورنمنٹ سے درخواست کریں اگر گورنمنٹ وہاں پر ان کے لئے funds provide کر دے تو وہاں اپنے حلقے میں پارک بنوائیں۔

جناب سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ حکومت پنجاب اس کی بہتر دیکھ بھال اور بحالی کے لئے کثیر رقم خرچ کر رہی ہے اور باغ کی درستگی و بحالی کا کام جاری ہے تو اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت پنجاب اس باغ کی بہتری کے لئے کتنی رقم خرچ کر رہی ہے اور کون کون سے منصوبہ جات کی درستگی کے لئے کام کیا جا رہا ہے اور یہ منصوبہ جات کتنی لاگت سے مکمل کئے جائیں گے۔ ان کی تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! انہوں نے پوچھا ہے کہ کتنے پیسے اور کس طرح سے خرچ کئے جاتے ہیں، اس میں ایک تو general maintenance ہوتی ہے جس پر اخراجات ہوتے ہیں جہاں تک اخراجات کی تفصیل کا تعلق ہے تو یہ ایک fresh question ہے میں انہیں آپ کی وساطت سے خرچے کی تفصیل فراہم کر دوں گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جز (ب) میں clearly لکھا گیا ہے کہ "حکومت پنجاب کو اس کا کنٹرول دے دیا گیا ہے۔ حکومت پنجاب اس کی بہتر دیکھ بھال اور بحالی کے لئے ایک خطیر رقم خرچ کر رہی ہے۔" حکومت پنجاب جو خرچ کر رہی ہے وہ کم از کم "ایویں" تو نہیں ناں خرچ کر رہی، وہ رقم کسی نہ کسی منصوبے کے تحت ہی خرچ کی جا رہی ہے تو وہ منصوبہ جات جن کے تحت اچھی خاصی رقم خرچ کر رہی ہے ایک تو یہ بتائیں کہ کتنی amount خرچ کی جا رہی ہے، ایک روپیہ، دو روپیہ، دو لاکھ ہے، 15 کروڑ ہے، کتنی ہے؟ یہ fresh question نہیں بنتا، یہ اسی سوال کے ضمنی سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے۔ میں ایک چیز پوچھ رہا ہوں وزیر صاحب مہربانی کرکے اس کی تفصیل مہیا کر دیں؟

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائی کو بتانا چاہوں گا کہ پنجاب حکومت under the leadership of Mian Shahbaz کوئی بھی کام "ایویں" ہی نہیں کرتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہر کام کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے۔ اس پر ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جتنے فنڈز خرچ کئے جا رہے ہوں گے میں آپ کی وساطت سے ان کی تفصیل اپنے محترم بھائی کو فراہم کر دوں گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ سوالات اور ان کے جوابات property of the House ہیں، یہ information House کو فراہم کرنی ہے کیونکہ یہ اس وقت House کی property ہو چکی ہے اور انہوں نے خود کہا ہے کہ ہم اس پر رقم خرچ کر رہے ہیں، یہ ابھی اپنے سرکاری ملازمین سے بوٹی لے لیں جو اوپر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں میاں شہباز شریف صاحب کی بات نہیں کر رہا، یہ نہیں ہے کہ اپنے سے بات ٹال کر کسی اور پر بات ڈال دی جائے۔ وزیر صاحب خود بتائیں کیونکہ ماشاء اللہ ان کے پاس اچھے خاصے محکمے ہیں اور یہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ بھی رہے ہیں اور ان کو تو ماشاء اللہ ہر چیز کا بہتر پتا ہے اور یہ بہتر طریقے سے نظام چلاتے رہے ہیں۔ میں تو اپنے بھائی کی تعریف کر رہا ہوں لیکن ان کی ذات کی بات نہیں کر رہا بلکہ میں تو ضمنی سوال کر رہا ہوں کہ جز (ب) کے جواب میں کہا گیا ہے اور اگر یہ دیکھ لیا جائے تو میرا سوال غلط نہیں ہے۔

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں نے درخواست کی ہے یہ سوال Culture Department سے متعلقہ ہے۔ یہ Information Department کا نہیں ہے۔ میں نے تو ان کو اس کی وضاحت کر دی ہے اگر انہیں مزید information کی ضرورت ہے تو میں ان کی تسلی کے لئے وہ House کے سامنے پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ آپ اس پر اندازاً کتنی رقم خرچ کر رہے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں یہ information اس وقت نہیں بتا سکتا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ میں اس کی رقم نہیں بتا سکتا لیکن یہ جیسے کہہ رہے ہیں کہ یہ سوال ہمارے محکمہ اطلاعات کے بارے میں نہیں ہے تو پھر اتنا detail سے اس کا جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں تھی، سیدھا لکھ دیا جاتا ہے کہ اس سوال کا ہمارے محکمے سے تعلق نہیں ہے تو یہ سوال جس محکمے سے متعلقہ تھا اس محکمے کو بھیج دیا جاتا۔

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میرے خیال میں اگر چیمہ صاحب پہلے میری بات نہ سن رہے ہوں تو جب میں نے اپنی statement شروع کی تھی تبھی میں نے کہا تھا کہ Though this question does not relate to the Information Department. لیکن پھر بھی میں اس کی وضاحت کرنا چاہوں گا اور میں نے اس کی وضاحت ان کے سامنے پیش کی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ وضاحت کریں کہ یہ سوال کس محکمے سے relate کرتا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ اس سوال کا جواب دیا گیا ہے اگر یہ relate نہیں کرتا تھا تو اس کا جواب نہیں دینا چاہئے تھا۔ میں بڑے آسان سے الفاظ میں بڑی آسان سی بات کر رہا ہوں۔

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اگر کوئی وضاحت کی ضرورت ہے تو ٹھیک ہے وگرنہ میں بحث برائے بحث نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر اسد صاحب! supplementary question ہے؟

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! یہ جو supplementary سوال کیا گیا ہے یہ ایک نیا سوال بنتا ہے کیونکہ یہ اس کی essence میں نہیں آتا۔ اصل بات یہ ہے کہ چیمہ صاحب پوچھنا یہ چاہ رہے ہیں کہ اس تاریخی ورثے پر جو اتنی خطیر رقم خرچ کی جا رہی ہے، کیا وہ اس کے فوارے ٹھیک کرنے پر خرچ کی جا رہی ہے یا پتھر اور floor کے کام پر خرچ ہو رہی ہے یا کسی نقش و نگار پر یہ رقم کی جا رہی ہے تو یہ ایک علیحدہ تفصیل ہے اور اس کا ایک علیحدہ سوال بنتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، next question چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ)!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب سپیکر! سوال نمبر 2116

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر 2116 کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ اس سوال کا جواب پڑھا جائے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب کہتے ہیں کہ جواب پڑھا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! اس سوال کا جواب ویسے تو لکھ دیا گیا ہوا ہے لیکن میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ان کی مرضی ہے کہ آپ سے پڑھوالیں یا کہہ دیں کہ پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ ان کی تسلی کروائیں بھائی!

پنجاب کو وفاقی حکومت سے سالانہ ملنے والی رائلٹی کی تفصیلات

*2116: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کو وفاقی حکومت سے سالانہ کتنی رائلٹی ملتی ہے اور کن کن منصوبوں سے ملتی ہے؟

(ب) کیا حکومت پنجاب منگلا ڈیم، غازی بروتھا اور نندی پور ڈیم سے بجلی پر رائلٹی وصول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے وزیر خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک):

(الف) پنجاب حکومت کو وفاق سے ملنے والی رائلٹی کی تفصیل برائے سال 08-2007 مندرجہ ذیل ہے:-

(a) خام تیل پر رائلٹی

Rs. 3,691.100 million

(b) قدرتی گیس پر رائلٹی

Rs. 1,298.400 million

(ب) حکومت پنجاب کو غازی بروتھا، منگلا ڈیم اور نندی پور ڈیم پر رائلٹی نہیں مل رہی۔ حکومت پنجاب نے اس معاملے کو وفاقی کابینہ کی Economic Coordination Committee کو بھیجا ہوا ہے اور Inter-Provincial Coordination Committee کے اجلاس

میں بھی اس کو اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔وزیر اعلیٰ نے پنجاب میں وزیر خزانہ کے زیر صدارت جائزہ کمیٹی تشکیل دی ہے جو غازی بروتھا ڈیم سے پنجاب کی صحیح رائلٹی کا تعین کرے گی اور اس بات کو یقینی بنائے گی کہ پنجاب اپنا مطالبہ مؤثر انداز میں وفاقی حکومت اور واپڈا کے سامنے پیش کر سکے۔

اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے فنانس ڈویژن سے درخواست کی ہے کہ وہ صوبہ پنجاب میں واقع Hydel Net Projects سے Net Hydel Profits کے حصول سے متعلق معاملات میں مداخلت کرے تاکہ پنجاب اپنا یہ آئینی حق حاصل کر پائے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے سوال کا جز (الف) یہ تھا کہ "اس میں کتنی royalty ملتی ہے اور کن کن منصوبوں سے ملتی ہے۔" اس کے جواب میں انھوں نے دو مدات کا نام لیا ہے کہ خام تیل اور قدرتی گیس پر royalty ملتی ہے۔ان کے منصوبوں کا نام اور ان سے ملنے والی royalty کی تفصیل نہیں دی گئی۔

اس کے علاوہ میرا دوسرا سوال یہ تھا کہ منگلا ڈیم، غازی بھروتھا اور نندی پور ڈیم سے بجلی پر کتنی royalty ملی ہے؟ انھوں نے یہ کہا ہے کہ ہم اس کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔کیا انھوں نے calculate کیا ہے کہ آج تک کی کتنی سابقہ royalty بنتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے جواب دے دیا ہے کہ ایک تو خام تیل کی royalty ملتی ہے جس میں کبیر والا، اٹک، چکوال اور جہلم کے points سے royalty ملتی ہے۔اگر یہ مزید تفصیل چاہیں گے تو میں وہ ایوان کی میز پر رکھوا دوں گا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ دوسری بات میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے اب تک royalty calculate نہیں کی لیکن جب کمیٹی بیٹھے گی تو انشاء اللہ اگلے پچھلے سارے حسابات calculate کر کے کمیٹی کی سفارشات ایوان کی میز پر رکھوائیں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ فرما رہے ہیں کہ ہم نے یہ معاملہ Economic Coordination Committee کو بھی refer کر دیا ہے اور ہم وفاقی حکومت سے بھی مطالبہ کر رہے ہیں کہ پنجاب کو آئینی حق دیا جائے تو یہ مطالبہ ہم کس بنیاد پر کر رہے

ہیں؟ کتنی رقم کا کر رہے ہیں؟ اگر calculation نہیں ہے تو پھر مطالبہ کیسے ہو سکتا ہے اور سابقہ سالوں میں جو royalty نہیں ملی اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اس وجہ سے پنجاب کی ترقی نہیں ہو پائی اور جو غریبوں کا حق انھیں نہیں مل سکا اس کا ذمہ دار کون ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! 27-اکتوبر 2009 کو ایک میٹنگ ہونی ہے، اس میں چاروں صوبوں کے stakeholders بیٹھیں گے، اس میں ہم اپنا حق مانگیں گے۔ میں اپنے معزز ممبر کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ پنجاب کے آئینی حق کو لیں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے بھائی میرا سوال سمجھ نہیں پا رہے۔ یہ حق مانگنے کے لئے وہاں جا کر کیا figures دیں گے؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ آپ کا مطالبہ کتنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! دو تین چیزیں ہیں جیسے گیس اور خام تیل کی royalty ہے۔ ہر چیز کی علیٰحدہ علیٰحدہ ہے۔ ان کو اگر تفصیل چاہئے تو ہم ان کو فراہم کر دیں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! تیل کی بات نہیں ہو رہی، یہ بجلی کی بات ہو رہی ہے۔ یہ Hydel Net projects کی بات ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ آپ سے Hydel Net Projects کے بارے میں پوچھ رہے ہیں آپ اس کی بات کریں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سمجھ نہیں پا رہے۔ وہاں پر سب سے پہلے ہماری percentage طے ہو گی کہ ہمارا حق کتنا بنتا ہے۔ جب ہمارا حق طے ہو جائے گا تو اس کے بعد اس کی amount بنے گی اس کے بعد یہ بتا سکیں گے کہ اتنی amount بنتی ہے اس لئے سب سے پہلے ہمارے حصے کا تعین ہونا ہے، حصے کا تعین اس وقت ہو گا جب کمیٹی بیٹھے گی اس کے بعد پھر ہماری figures بنیں گی کہ ہمارے کتنے پیسے بنتے ہیں اس میں تمام صوبے involve ہیں اس لئے جب تک وہ calculate نہیں کریں گے اس وقت تک ہمیں اپنا حصہ معلوم نہیں ہو گا۔ پہلے وہ

ہمارا share مانگیں گے کہ آپ کا حق 20 فیصد بنتا ہے پھر 20 فیصد پر ہماری figures آئیں گی اور amount بنے گی اس لئے کمیٹی میں ہمارے حق کا تعین ہو گا اور اس کے بعد amount کا تعین ہو گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سب کو معلوم ہے کہ 1973 کے آئین میں یہ چیز طے شدہ ہے کہ Hydel Net Profit میں صوبوں کا share ہے اور اس میں مقرر شدہ ہے اگر مقرر شدہ ہے تو پنجاب نے آج تک کتنا calculate کیا ہے؟ اگر صوبہ سرحد کے disputes وفاقی حکومت سے چل رہے ہیں جو طے ہونا باقی ہیں لیکن ان کو royalty مل بھی رہی ہے۔ اگر پنجاب نے آج تک یہ مطالبہ نہیں کیا تو کیوں نہیں کیا؟ پہلی دفعہ مطالبہ کب کیا گیا تھا اور آخری دفعہ مطالبہ کرتے ہوئے اس کو کس طرح calculate کر کے دیا گیا؟

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ اجلاس کتنے بجے شروع ہوا ہے کہ اب تک وقفہ سوالات چل رہا ہے۔ آپ نے اگر وقت بڑھا دیا ہے اور آج وقفہ سوالات کے 2 گھنٹے ہیں تو بڑی اچھی بات ہے۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! ہمارے معزز ممبر کا fresh question بنتا ہے کہ How much amount we will demand اس میں یہ نیا سوال دے دیں تو ہم ان کو پوری تفصیل دے دیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پنجاب کے rights جو Hydel Projects کے حوالے سے ہیں وہ establish ہو چکے ہیں اور NWFP کی basis پر ہم ان کو demand کر رہے ہیں۔ انہی چیزوں کو طے کرنے کے لئے Coordination Committee کی میٹنگ ہونی ہے۔ میں پہلے بھی یقین دہانی کروا چکا ہوں کہ پنجاب کے آئینی حق کو انشاء اللہ ہم لے کر رہیں گے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پی پی۔22 میں ترقیاتی سکیموں کی تفصیلات

*3698: جناب خرم نواب: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

پی پی۔22 چکوال پچھلے 5 سالوں میں کل کتنی ترقیاتی سکیمیں شروع ہوئیں اور کتنی نامکمل ہیں مذکورہ ترقیاتی سکیموں پر کتنی رقم خرچ ہوئی، حکومت نامکمل سکیموں کو کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (جناب تنویر اشرف کائرہ):

پی پی۔22 میں پچھلے پانچ سالوں میں 201 سکیموں پر کام شروع کیا گیا تھا۔یہ تمام سکیمیں 251.562 ملین کی لاگت سے مکمل ہو چکی ہیں جن کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔شروع کردہ سکیموں میں سے کوئی سکیم نامکمل نہیں ہے۔

ای ڈی او فنانس و پلاننگ خانیوال کو گرانٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*2714: رانا بابر حسین: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ای ڈی او فنانس اینڈ پلاننگ خانیوال کو سال 07-2006، 08-2007 اور 09-2008 کے دوران سال وائز کتنی گرانٹ فراہم کی گئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم ضلع میں گاڑیوں کی خرید پر خرچ ہوئی؟

(ج) ای ڈی او فنانس اور پلاننگ کے دفاتر میں گریڈ 17 اور اوپر کی اسامیاں کتنی ہیں نیز ان پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(د) ان ملازمین کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے کی مد میں ادا کی گئی؟

(ہ) ای ڈی او مذکورہ کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں ان کے نمبر اور ماڈل نیز یہ گاڑیاں کس کس کے زیر تصرف ہیں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ)

(الف) ای ڈی او (فنانس اینڈ پلاننگ) خانیوال کو ٹ درج ذیل بجٹ فراہم کیا گیا۔

سال	بجٹ (روپے)
2006-07	2489000/
2007-08	2383000/
2008-09	3935800/

(ب) دوران مالی سال 2006-07 ایک عدد گاڑی Hyundai Shahzoor Pickup مبلغ 680000/- روپے دفتر سول ڈیفنس خانیوال خرید کی گئی۔

(ج) ای ڈی او (فنانس اینڈ پلاننگ) کے دفاتر میں گریڈ 17 اور اوپر کی سات آفیسرز کی اسامیاں منظور شدہ ہیں تفصیل حسب ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ	گریڈ
1-	محمود حسن	ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (فنانس اینڈ پلاننگ) خانیوال	18
2-	خالی	ڈسٹرکٹ آفیسر (پلاننگ) خانیوال	18
3-	محمد نثار	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ٹیکنیکل) خانیوال	17
4-	خالی	ڈسٹرکٹ آفیسر (فنانس اینڈ بجٹ) خانیوال	18
5-	خالی	ڈسٹرکٹ آفیسر (اکاؤنٹس) خانیوال	18
6-	خالی	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (بجٹ) خانیوال	17
7-	عبدالحمید	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (اکاؤنٹس) خانیوال	17

(عبدالحمید سپرنٹنڈنٹ (Bs-16) محکمہ ریونیو کا ملازم ہے

جو بطور ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (اکاؤنٹس) کی خالی اسامی پر کام کر رہا ہے)

(د) تفصیل اخراجات تنخواہ ٹی اے / ڈی اے

سال	تنخواہ	ٹی اے / ڈی اے (علاوہ ٹرانسفر گرانٹ)
2007-08	1016128/-	10590/-
2008-09	650209/-	8790/-

(ہ) گاڑیوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

گاڑی نمبر	ماڈل	زیر تصرف

KWE-777	2006- Suzuki cultus	ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (فنانس اینڈ پلاننگ) خانیوال
KWA-4995	1993- Toyota Hilux Pick up Double Cabin	ڈسٹرکٹ آفیسر (پلاننگ)/ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ٹیکنیکل) خانیوال
KW-430	1985-Suzuki Jeep Potohar	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (اکاؤنٹس)/ڈسٹرکٹ آفیسر (ای اینڈ آئی پی) خانیوال

سال 2008-09 اراکین اسمبلی کی طرف سے بھجوائی گئی ترقیاتی سکیموں کی تفصیلات

*4160: جناب خرم نواب: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مالی سال 2008-09 میں اراکین اسمبلی کی طرف سے جمع کرائی گئی سکیموں میں سے متعدد درست نہ ہونے کے باعث واپس کر دی گئیں اور کروڑوں روپے کے فنڈز جوں کے توں پڑے رہے، یہی صورت حال مالی سال 2009-10 کی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعدد محکموں کی طرف سے مانیٹرنگ کا ناقص انتظام ہونے کے باعث جز (الف) میں بیان کردہ صورتحال پیدا ہوئی ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اراکین اسمبلی کو ترقیاتی سکیمیں جمع کروانے اور سرکاری فنڈ کے استعمال کے بارے میں ٹرینگ دینے کا اہتمام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ بروقت سکیمیں منظور ہونے کے ساتھ ساتھ ترقیاتی کاموں کو شروع کیا جا سکے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) سوال میں کسی مخصوص پروگرام کی سکیموں کا ذکر نہ کیا گیا ہے جس کے تحت اراکین اسمبلی کی طرف سے جمع کرائی گئی سکیمیں درست نہ ہونے پر واپس کر دی گئیں اور اس میں کسی محکمہ کا ذکر بھی نہ کیا گیا ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے اراکین اسمبلی کے لئے دو پروگرام شروع کر رکھے ہیں جن میں پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام (پی ڈی پی) اور فور سیکٹر پروگرام (مبلغ 25 ملین روپے برائے فی حلقہ) 2009-10 جاری ہیں۔ پی ڈی پی پر عملدرآمد محکمہ لوکل گورنمنٹ کی وساطت سے کیا جاتا ہے اور اس پروگرام کی مانیٹرنگ کے لئے محکمہ لوکل گورنمنٹ نے ڈائریکٹر جنرل لوکل گورنمنٹ کی سربراہی میں ایک مانیٹرنگ سیل قائم کر رکھا ہے جو کہ اپنا کام بخوبی سرانجام دے رہا ہے

-فور سیکٹر پروگرام کی تفصیلی ہدایات تمام کمشنروں، ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن آفیسر صاحبان اور چاروں محکمہ جات جس میں سکول ایجوکیشن، ہائرایجوکیشن، صحت اور پبلک ہیلتھ کو جاری کر دی گئی ہیں-ان سکیموں کی باقاعدہ مانیٹرنگ کی ذمہ داری ڈویژنل کمشنر کو سونپ دی گئی ہے- اس کے علاوہ متعلقہ محکمہ جات کے سربراہان بھی ان سکیموں پر عمل درآمد کی رفتار کا جائزہ ہر ماہ لینے کے پابند ہیں-

(ج) حکومت پنجاب نے تمام ڈویژنل کمشنرز کو ہدایات جاری کی ہیں کہ سکیموں کو جمع کروانے اور فنڈز کے استعمال کے بارے میں ارکان اسمبلی سے مشاورت کی جائے تاکہ سکیموں کی بروقت نشاندہی ہو سکے اور ان پر عمل درآمد کی رفتار بہتر ہو سکے-ارکان اسمبلی کی ٹریننگ کے لئے کوئی باقاعدہ پروگرام شروع نہ کیا گیا ہے-البتہ اگر ضروری ہو تو تمام ارکان اسمبلی کے لئے ایک تربیتی پروگرام شروع کیا جا سکتا ہے-

پنجاب بنک کی جانب سے عدالتوں میں بھیجے گئے مقدمات و فیسوں کی تفصیلات

*3334: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) اپریل 2008 تا اپریل 2009 پنجاب بنک نے قانونی معاملات کے سلسلے میں جو کیسز عدالتوں میں بھیجے ان میں ہر کیس میں engage کئے گئے وکیل / وکلاء کو کتنی فیس ادا کی گئی ہر کیس اور وکیل کا نام اور ادا شدہ فیس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ب) مذکورہ بالا کیسز میں ادا شدہ فیس کی منظوری کس مجاز اتھارٹی نے دی تھی اور کب، مجاز اتھارٹی کا نام اور عہدہ بتایا جائے؟

(ج) کیا فیس کی ادائیگی کے لئے The Bank of Punjab Act, 1989 کے سیکشن 9 کے تحت قائم کردہ بورڈ سے منظوری حاصل کی گئی تھی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

پنجاب بنک کی جانب سے عدالتوں کو بھیجے گئے مقدمات و فیسوں کی تفصیلات درج ذیل ہیں:-

(الف) اس ضمن میں بنک آف پنجاب نے کل 42 وکلا/لاء ایسوسی ایٹس کو مبلغ -/13196206 روپے بطور فیس ادا کئے جن کی تفصیلات تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) بنک کی طرف سے مقرر کردہ کمیٹی نے اخراجات کی منظوری دی تھی جن کی تفصیلات تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ مزید یہ کہ مختلف اوقات میں جن افسران نے منظوری دی ان کے نام اور عہدہ درج ذیل ہیں:-

(i)	احمد حسن	ایگزیکٹو لیگل انچارج
(ii)	محمود صادق	جنرل مینجر، آئی پی ایل ڈی
(iii)	شرجیل مسعود	جنرل مینجر آپریشنز
(iv)	نوید حفیظ شیخ	جنرل مینجر، ایچ آر ڈی
(v)	ظلمائے اعظم	جنرل مینجر، ایل ڈی ڈی
(vi)	محسن نور رانجھا	لیگل ایڈوائزر
(vii)	سید مدثر حسین نقوی	ہیڈ لیگل
(viii)	پریذیڈنٹ	(i) ہمیش خان (ii) نعیم الدین خان

(ج) چونکہ ان تمام اخراجات کی اجازت مجاز کمیٹی جو کہ مندرجہ بالا افراد پر مشتمل تھی، نے دی تھی، لہذا اس کی بورڈ سے منظوری حاصل کرنے کی ضرورت نہ تھی، کیونکہ روزمرہ معاملات چلانے کے لیے بورڈ کی منظوری کی ضرورت نہ ہے۔

این ایف سی ایوارڈ صوبائی اسمبلی میں پیش کرنے کا مسئلہ

*3684: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آئین کے آرٹیکل 160 کے تحت نیشنل فنانس کمیشن (این ایف سی) قائم ہونا چاہیئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ آئین کے آرٹیکل 160(5) کے تحت حکومت پر لازم ہے کہ مذکورہ کمیشن کی رپورٹ صوبائی اسمبلی کے ایوان میں پیش کرے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ آرٹیکل بحوالہ جز (ب) کے تحت این ایف سی کی رپورٹ کے ساتھ ایک Explanatory Memorandum بھی ہونا چاہیئے جو کہ taken action کی وضاحت کرے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ایوارڈ اسمبلی میں پیش نہ کرنے تک حکومت اسمبلی میں بجٹ پیش نہیں کر سکتی؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب این ایف سی ایوارڈ صوبائی اسمبلی میں میں پیش کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز ذمہ داری کا تعین کرتے ہوئے ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی تجویز کی گئی ہے۔ایوان کو مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) آئین میں ایسی کوئی شرط / شق نہ ہے کیونکہ بجٹ اور این ایف سی ایوارڈ دونوں علیحدہ علیحدہ issue ہیں۔

(ہ) یہ ایوارڈ این ایف سی کی سفارشات کے بعد صدر پاکستان کے احکامات کے تحت جاری ہوتا ہے۔1997 سے اب تک کوئی ایوارڈ جاری نہیں ہوا۔صدر پاکستان نے NFC 7th تشکیل دے دی ہے۔NFC اپنی سفارشات ترتیب دینے کے مراحل میں ہے۔جیسے ہی NFC Award جاری ہو گا۔حکومت پنجاب اسے صوبائی اسمبلی کے سامنے پیش کر دے گی۔NFC Award میں تاخیر صوبائی حکومت کی وجہ سے نہیں ہے۔

لاہور ٹریژری آفس کو فراہم کردہ رقم اور استعمال

*3767: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹریژری آفس لاہور کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم ترقیاتی کاموں پر اور کتنی رقم غیر ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم دفتر کے ملازمین کی تنخواہوں، ٹی اے، ڈی اے اور گاڑیوں پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کو میڈیکل reimbursement کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

(ہ) ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کو میڈیکل reimbursement کس طریق کار کے تحت ادا کیا جاتا ہے؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) ٹریژری آفس لاہور کو مالی سال 08-2007 اور 09-2008 میں بالترتیب -/17184000 روپے ضمیمہ (الف) اور -/20953000 روپے ضمیمہ (ب) غیر ترقیاتی مد میں مختص ہوئے۔

(ب) مالی سال 08-2007 اور 09-2008 میں ترقیاتی کاموں کی مد میں کوئی رقم مختص نہ تھی البتہ غیر ترقیاتی مد میں بالترتیب -/17874446 روپے ضمیمہ (ج) اور -/19674849 روپے ضمیمہ (د) خرچ ہوئے۔ ضمیمہ جات (الف)، (ب)، (ج) اور (د) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ج) سال 08-2007 میں دفتر خزانہ لاہور کے ملازمین کی تنخواہوں پر مبلغ -/15956776 روپے ضمیمہ (ر) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے خرچ ہوئے جبکہ ٹی اے/ڈی اے کی مد میں -/87878 روپے خرچ ہوئے۔ اسی طرح سال 09-2008 میں تنخواہوں پر مبلغ -/17763615 روپے اور ٹی اے/ڈی اے پر مبلغ -/23665 روپے ضمیمہ (س) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) خرچ ہوئے۔ دفتر خزانہ لاہور کو کوئی سرکاری گاڑی مہیا نہ ہے لہذا اس مد میں کوئی خرچہ نہ ہے۔

(د) سال 08-2007 اور سال 09-2008 میں دفتر خزانہ لاہور نے ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کو بالترتیب -/30290921 روپے اور -/33016489 روپے میڈیکل reimbursement کی مد میں ادا کئے۔

(ہ) پنجاب کے محکمہ صحت کی وضع کردہ پالیسی N0.SO(A-IV)1-12/39-75 dated 27-04-1982 کے مطابق ضمیمہ (ش) ریٹائرڈ سرکاری ملازم کو میڈیکل کے اخراجات (reimburse) کرانے کے لئے اپنے کوائف پہلی مرتبہ اپنے محکمہ میں رجسٹر کروانا پڑتے ہیں۔ جس کے لئے مجوزہ فارم (Appendix A) اور (Appendix B) مجاز محکمانہ اتھارٹی

سے تصدیق کروا کر اپنے شناختی کارڈ، پنشن بک کی فوٹو کاپی اور اپنے نمونہ دستخط ٹریژری آفیسر کو مہیا کرنے پڑتے ہیں۔

بعد ازاں میڈیکل کلیم حاصل کرنے کے لئے سرکاری ڈاکٹر (Authorized Medical Attendant) کا نسخہ بشمول کیش میمو اور (Non-Availability Certificate) میڈیکل سپرنٹنڈنٹ/Pharmacist سے تصدیق کروا کر محکمانہ مجاز اتھارٹی سے (sanction) کروانا ہوتی ہیں جس کے بعد ٹریژری آفیسر بجٹ کی موجودگی کی تصدیق کرنے کے بعد بل پاس کرتا ہے۔

میڈیکل (reimbursement) کا سالانہ بجٹ گرانٹ نمبر 28 کے تحت (districtwise) فراہم کیا جاتا ہے اس میں سے دفتر خزانہ ضلع لاہور، ریٹائرڈ سرکاری ملازمین ضلع لاہور کو ادائیگی کرتا ہے۔

ملازمین کی کوالیفیکیشن انکریمنٹ کی بحالی

*4159: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1987 میں شروع کی گئی کوالیفیکیشن improvement سکیم کو حکومت نے جنوری 2002 میں ختم کر دیا تھا اور چھ سال گزرنے کے باوجود بحال نہیں کیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کوالیفیکیشن increment سکیم کو بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے ملازمین کو کوالیفیکیشن improvement سکیم کے تحت اضافی تعلیم پر اضافی ترقی دی جاتی تھی۔ 2001 میں یہ سہولت ختم کر دی گئی ہے۔

(ب) وفاقی حکومت کی پالیسی کی روشنی میں اضافی تعلیم پر اضافی ترقی کی سہولت ختم کی گئی تھی۔ وفاقی حکومت کی جانب سے اس سہولت کی بحالی پر صوبائی حکومت بحال کرنے کے بارے میں غور کرے گی۔

ملتان، خانیوال، لودھراں میں بنک آف پنجاب کی برانچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4209:جناب عبدالوحید چودھری:کیاوزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان، خانیوال اور لودھراں میں بنک آف پنجاب کی کتنی برانچیں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان برانچوں سے سال08-2007اور09-2008کے دوران کتنا قرضہ کس کس مقصد کے لئے دیا گیا؟

(ج) ان برانچوں سے پانچ لاکھ سے زائد کا قرضہ حاصل کرنے والے افراد کے نام اور پتا جات بتائیں؟

(د) ان قرضہ جات پر بنک نے قرضہ لینے والوں سے کس کس قسم کی گارنٹی لی؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) زیر سیکشن A-33آف بنکنگ کمپنیز آرڈیننس 1962، بنک آف پنجاب یہ معلومات کسی کو دینے کا مجاز نہیں ہے۔لہذا اس سلسلہ میں حکومت پنجاب نے سٹیٹ بنک آف پاکستان سے درخواست کی ہے کہ وہ بنک آف پنجاب کو ہدایت جاری کرے کہ وہ یہ معلومات حکومت پنجاب کو مہیا کرے۔تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) زیر سیکشن A-33آف بنکنگ کمپنیز آرڈیننس 1962، بنک آف پنجاب یہ معلومات کسی کو دینے کا مجاز نہیں ہے۔لہذا اس سلسلہ میں حکومت پنجاب نے سٹیٹ بنک آف پاکستان سے درخواست کی ہے کہ وہ بنک آف پنجاب کو ہدایت جاری کرے کہ وہ یہ معلومات حکومت پنجاب کو مہیا کرے۔

پوائنٹ آف آرڈر

پی اے سی کے چیئرمین کی تقرری

سید ناظم حسین شاہ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ گزارش یہ ہے کہ میں (PAC-1) Public Accounts Committee-I کا ممبر ہوں، آپ نے مہربانی کی اور مجھے اس کا ممبر بنایا۔ آج اس کا الیکشن ہونا تھا اور گورنمنٹ کی طرف سے فیصلہ یہ ہوا تھا کہ ہم نے یہ چیئرمینی اپوزیشن کو دینی ہے۔ اب ان کا آپس میں جھگڑا پڑ گیا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کس کا جھگڑا پڑ گیا ہے؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اپوزیشن کا جھگڑا پڑ گیا ہے۔ ان کا فیصلہ نہیں ہو رہا۔ قومی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر Public Accounts Committee کا چیئرمین ہوگا، اسی طرح یہاں بھی اپوزیشن لیڈر چیئرمین ہونا چاہئے۔ مگر ہم نے یہ سنا ہے کہ ان کا آپس میں فیصلہ نہیں ہو رہا اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ اس میں آپ ان سے یہ کہیں کہ آج چیئرمینی کا الیکشن ہے تو وہ الیکشن ہونا چاہئے کیونکہ اسمبلی کا بہت سارا کام رکا ہوا ہے۔ اس وجہ سے پورے صوبے کا نقصان ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! PAC-I کے چیئرمین کی بات ہو رہی ہے تو میثاق جمہوریت میں بڑا واضح اور clear cut ہے کہ کون PAC-I کا چیئرمین ہوگا۔ جس طرح قومی اسمبلی میں چودھری نثار علی خان کو PAC-I کا چیئرمین بنایا گیا۔ یہ باتیں assumptions ہیں کہ within the party کوئی بات ہے تو ایسی قطعاً کوئی بات نہیں ہے۔ آپ نے COD کو follow کرنا ہے اور اُسی کو ہی کریں۔ آج دو سال کے بعد اگر PAC-I کا چیئرمین بن رہا ہے تو وہ according to the Charter of Democracy بن رہا ہے یا پھر آپ یہ کہہ دیں کہ آپ اسے نہیں مانتے لیکن اس طرح کے حیلوں بہانوں سے اپوزیشن لیڈر کو چیئرمین نہ بنانا غلط بات ہے۔ یہ بات اگر ہم کریں تو ہم کہہ سکتے ہیں لیکن یہ لوگ تو وہ ہیں جنہوں نے میثاق جمہوریت پر sign کئے ہیں اور یہ اس سے کیسے back out ہو سکتے ہیں؟ یہ تو ایک known fact ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کیا کر دیا ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! [**********]

جناب سپیکر: اس بات کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے مجھے مخاطب کیا ہے۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ سے مخاطب نہیں ہوں۔ میری مراد "آپ Chair" سے نہیں ہے۔ جنہوں نے بات کی ہے میں اُن سے بات کر رہی ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ لوگ Centrel میں اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ COD کو follow کرتے ہوئے اُس میں تحریری طور پر لکھا ہوا تھا کہ قائد حزب اختلاف PAC-I کا چیئرمین ہوگا۔ یہاں پر بھی وہی rules apply کرتے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ Centre میں قوانین اور ہو جائیں صوبے میں کوئی اور ہو جائیں۔ یہ کوئی individual کی میراث نہیں ہے لہذا ہم نے policies کو follow کرنا ہے۔ کسی individual کی مرضی سے یہاں پر کچھ نہیں ہو سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! محترمہ کو شاید یہ علم نہیں ہے۔ لاء منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اپوزیشن کا ہی چیئرمین ہوگا۔ ہماری طرف سے کوئی اعتراض نہیں ہے، ہم تو کہتے ہیں کہ چودھری ظہیر صاحب چیئرمین کمیٹی بن جائیں۔ اب اُن کو محسن لغاری صاحب object کر رہے ہیں تو اِس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ حکومت نے تو وہی پالیسی adopt کی ہے جو وفاق میں ہے۔ وہاں پر کوئی جھگڑا نہیں تھا اور انہوں نے وہاں پر چودھری نثار کا نام propose کیا تھا۔ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ محسن لغاری صاحب چودھری ظہیر صاحب کو propose کریں ہم اسے second کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جب ہم نے یہ فیصلہ کر دیا ہے تو محترمہ اُن سے خود فیصلہ کروائیں کہ وہ اس کو oppose نہ کریں۔ چیئرمین کے لئے محسن خان لغاری صاحب بھی candidate بنے ہوئے ہیں، چودھری ظہیر صاحب بھی بنے ہوئے ہیں اور ملک شفیع صاحب بھی بنے ہوئے ہیں۔ اب انہوں نے ہی propose کرنا ہے لیکن اس میں ہمارا یا حکومت کا کیا قصور ہے؟ میرا مقصد یہ تھا کہ کمیٹی کا الیکشن ہونا چاہئے کیونکہ اس کی

وجہ سے پورا صوبہ suffer کر رہا ہے۔ یہ فیصلہ کریں، اگر ان کا آپس میں فیصلہ نہیں ہوتا تو پھر ہم اپنی مرضی سے چیئرمین elect کر لیں گے۔

وزیر اقلیتی امور وانسانی حقوق (جناب کامران مائیکل): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر اقلیتی امور و انسانی حقوق (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں شاہ صاحب کی بات کو second کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ گورنمنٹ کا یہ مؤقف بالکل clear ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ PAC-I کا چیئرمین اپوزیشن سے ہو۔ محترمہ ابھی فرمارہی تھیں کہ میثاق جمہوریت میں لکھا ہے کہ اپوزیشن لیڈر ہی چیئرمین ہوگا لیکن ایسا نہیں ہے۔ میثاق جمہوریت میں صرف یہ لکھا ہوا ہے کہ چیئرمین اپوزیشن سے ہوگا، محترمہ اسے پڑھ لیں۔ میں ان کی درستگی کے لئے کہہ رہا ہوں کہ چیئرمین اپوزیشن سے ہوگا۔ اب فیصلہ انہوں نے کرنا ہے کہ چیئرمین کس نے بننا ہے؟ ہماری طرف سے یہ offer ہے جسے ہم تسلیم کرتے ہیں اور اُس commitment کو ہم پورا کریں گے لیکن آج یہ اپنا فیصلہ کریں تاکہ اس مسئلے کا حل نکل سکے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایسی کوئی جھگڑے والی بات نہیں ہے۔ جب چیئرمین کا الیکشن ہوگا تو اُس وقت voting ہو جائے گی۔ ballot, election اور ووٹوں کی یہی تو خوبصورتی ہے۔ جس وقت الیکشن ہوگا تو decide ہو جائے گا۔ اس میں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہے۔ شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ان سے پوچھیں کہ یہ چودھری ظہیر صاحب کو propose کرتے ہیں؟ اگر جھگڑا نہیں ہے تو پھر کریں۔ یہ side line نہ لیں اور سیدھی بات کریں۔ جھگڑا اِن کا ہے اور suffer ہم کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! پلیز آپ اور تمام معزز ممبران تشریف رکھیں۔ یہ مسئلہ کمیٹی کا ہے اور اسے کمیٹی کے اندر ہی جانے دیں وہاں پر جو decision ہوگا وہ تمام بنچز پر binding ہوگا۔ اب ہم کارروائی کو آگے چلاتے ہیں۔

چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ایک اہم نکتے کی طرف میں نے آپ کی توجہ دلانی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ صبح سے ہم اپنی گزارشات پیش کرنا چاہ رہے تھے لیکن ہمیں وقت نہیں مل رہا تھا، آپ تشریف لائے ہیں تو ہمیں وقت ملا ہے۔ میں appreciate کرنا چاہتا ہوں اُن جذبات اور الفاظ پر جو ہماری ایک فاضل رکن سیمل کامران صاحبہ جن کا اپوزیشن سے تعلق ہے کہ انہوں نے آج ہمارے اُس مؤقف کی تائید کی جو ہم نے 12-اکتوبر 1999 کو اپنایا تھا اور آج اُسی 2006 کے Charter of Democracy کو انہوں نے own کیا۔ اگر آج یہ Charter of Democracy کی بات کرتے ہیں تو کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر یہ 2006 کو ہماری بات مان لیتے تو آج میرے اس پیارے دیس کا یہ حال نہ ہوتا۔

MRS. SEEMAL KAMRAN: He is not allowed to take my name. Nobody rather is allowed to take anybody's name the way, he is taking.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ منڈا صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں ہو سکتی۔ پلیز تشریف رکھیں اور ہاؤس کو چلنے دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میجر صاحب! ایک منٹ میں اپنی بات کریں۔ اس کے بعد شیخ علاؤالدین صاحب بات کریں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! کل والی بات کو آگے لے کر چلتے ہوئے آپ ہی نے ایک فیصلہ دیا تھا جو میرا نوٹس for the amendment of Rules of Business ہے اُس پر آپ نے کہا تھا کہ آج اس کے متعلق عملدرآمد کیا جائے گا۔ اگر اس کو take up کر لیا جائے تو مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں ابھی فائل منگوا کر اِس کو دیکھتا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: امید ہے کہ آج ہی کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آج ہی کریں گے۔ جی، شیخ صاحب!

جناح باغ کی صورتحال پر بحث کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ جناح باغ کے ایک کلب کے بارے میں آپ نے مہربانی کی تھی۔ اُس کلب کو بڑی مشکل سے جگہ ملی تھی اب لوگ اُس جگہ پر open exercise کرتے ہیں جو آپ نے بھی دیکھا ہوگا۔ لوگ اور بیچارے چھوٹے بچے جو کسی اچھے کلب میں نہیں جا سکتے وہ وہاں کام کرتے ہیں۔ میں نے اُس پر Assurance Motion move کی جو آج تک نہیں آئی اور وہ کلب اُسی طرح کام کر رہا ہے۔ دوسرا ایک اہم معاملہ یہ ہے کہ جناح باغ کا اب بیڑا غرق ہو چکا ہے۔ اگر آپ recently دو چار مہینوں کے اندر گئے ہوں تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ اُس کا پورے کا پورا ایک حصہ تو امتحانات کے لئے مخصوص ہو چکا ہے کیونکہ سامنے بورڈ کا دفتر ہے اور اسی وجہ سے وہاں پر لاء اینڈ آرڈر اور سکیورٹی کا بھی رِسک ہے لیکن جو وہاں پر دوسرے اتنے برے حالات ہیں اس کے لئے میری یہ request ہے کہ آپ ابھی اُس پر کوئی نہ کوئی action لیں کیونکہ میرے علم میں آیا ہے کہ آج ہاؤس prorogue ہو جائے گا۔ اُس کلب کا معاملہ بھی ویسے کا ویسے ہی پڑا ہے۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ کبھی جناح باغ کے چاروں اطراف تعمیر کی اجازت نہیں تھی کیونکہ یہ گورنر ہاؤس area کہلاتا تھا۔ آج جناح باغ کی طرف اگر ہم سب نے توجہ نہ دی تو یہ بہت جلد ختم ہو جائے گا لہذا آج آپ اس کے لئے ضرور کوئی نہ کوئی احکامات دیں کہ اس معاملے پر کل یا پرسوں میٹنگ ہونی چاہئے جو particularly صرف جناح باغ پر ہو اور اُس میں باقی کلب کے مسائل کا بھی ذکر ہو۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! حکومتی بنچ کی طرف سے اس وقت کوئی بیٹھا نہیں ہے لیکن میں ابھی direction دے دیتا ہوں تو آپ لاء منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر پرسوں کی کوئی میٹنگ رکھوا لیں کیونکہ یہ بہت اہم issue ہے۔ لاہور جو کبھی باغات کا شہر ہوتا تھا اور اس وقت باغوں کا ہی فقدان ہوتا جا رہا ہے اور جو باقی رہ گئے ہیں ان کے بھی حالات اتنے اچھے نہیں رہے اس اہم issue پر پرسوں کے لئے میں لاء منسٹر صاحب سے کہہ دیتا ہوں۔ آپ اُن سے مل لیں اور بیٹھ کر discuss کر لیں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ بہت اہم مسئلے کی طرف دلوانا چاہتی ہوں۔ آج کل ہم لوگوں کے اس وقت جو مسائل ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے اسلاف اور ان کے کارناموں کو بھولتے جا رہے ہیں۔ ہم اِس وقت قائداعظم اور یہ پاکستان جس میں ہم سب وزیراعظم، وزیراعلیٰ، ایم این ایز اور ایم پی ایز وغیرہ رہ رہے ہیں اور ہم جن کے مرہون منت ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ میری بات سنیں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: یہ بہت اہم issue ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! میری بات سنیں۔ آپ کا بہت اہم issue ہو گا جس کا مجھے نہیں پتا لیکن اس کا طریق کار یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ کے issue پر تحریک التوائے کار یا قرارداد بنتی ہے لہٰذا آپ اُس طریقے سے لے کر آئیں لیکن اگر آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی important issue لے کر آئیں گی تو وہ پھر ابھی kill ہو جائے گا۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں لیکن میری تمام اراکین سے درخواست ہے کہ rules کو پڑھ کر اُس کے مطابق بات کیا کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب ذرا بات کر لیں پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سے پہلے PAC-I کے چیئرمین کے الیکشن کا معاملہ ہاؤس میں discuss ہوا ہے جو کافی delay بھی ہوتا آ رہا تھا۔ اس وقت ہاؤس میں تمام اراکین تشریف فرما ہیں لہٰذا آج ہی اجلاس کے فوراً بعد کمیٹی روم "اے" میں انشاء اللہ تعالیٰ PAC-I کا اجلاس ہو گا اور چیئرمین کا انتخاب ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں بات clarify ہو گئی ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

قائداعظم کی جگہ محترمہ بے نظیر بھٹو کی تصویر آویزاں کرنے کا معاملہ

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! قائداعظم کی شخصیت کو پس منظر میں لے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ہمارے عوام کے جذبات سے کھیلنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کل کے اخبارات میں

ایک تصویر شائع کی گئی ہے کہ ایوان صدر میں صدر پاکستان آصف علی زرداری صاحب اور چیئر مین جوائنٹ چیف آف سٹاف کمیٹی جنرل طارق مجید کو گفتگو کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے اور اس کے پس منظر میں قائداعظم کی بجائے محترمہ بے نظیر بھٹو کی تصویر آویزاں ہے۔ محترمہ کی قربانیوں سے ہمیں انکار نہیں ہے، جمہوریت کے حوالے سے ان کی قربانیاں ہوں گی لیکن قائداعظم کے ساتھ ان کو compare نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بہت اہم issue ہے، ہمیں اس کو اٹھانا پڑے گا اور بے نظیر سمیت پاکستان کا کوئی لیڈر قائداعظم کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ تو سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!آپ کی بات ہو گئی ہے،آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا:جناب سپیکر!ہمیں اس بات پر بحث کرنی چاہئے اور آپ مجھے اس بات کی اجازت دیں کہ ہم اس ایوان میں متفقہ قرارداد پیش کریں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہو گیا۔آپ تشریف رکھیں۔جی، حسن مرتضیٰ صاحب!آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!محترمہ نے جو بات کی ہے اس میں قائداعظم کی تصویر کو پس منظر میں لے جانے کی یا غائب کرنے کی تو کوئی بات نہیں ہے۔ قائداعظم تو ہمارے بلاتفریق تمام جماعتوں کے اور ساری قوم کے لیڈر ہیں۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کی اگر تصویر آویزاں ہے تو اس میں محترمہ کو تکلیف نہیں ہونی چاہئے۔ ہم کبھی بھی اس حق میں نہیں ہیں کہ قائداعظم کی تصویر کو ہٹا کر محترمہ بے نظیر بھٹو کی تصویر لگائیں۔ محترمہ کا اپنا ایک مقام ہے، انہوں نے قربانیاں دی ہیں، ان کا اس قوم پر احسان ہے اگر ان کی تصویر نظر آ گئی ہے تو اس میں محترمہ کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ کسی جگہ سے بھی، کسی دفتر سے بھی کسی نے قائداعظم کی تصویر کو replace نہیں کیا۔ یہ اپنے الفاظ واپس لیں اگر یہ الفاظ واپس نہیں لیں گی تو میں اس پر احتجاجاً واک آؤٹ کروں گا۔ یہ اس ہاؤس سے معذرت کریں، قربانی دینے والے لوگوں کے بارے میں اس قسم کی زبان استعمال کرنا، اس قسم کی بات کرنا یہ پوری قوم کے ساتھ زیادتی ہے۔(قطع کلامیاں)

محترمہ ساجدہ میر:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں انہوں نے آپ سب کی نمائندگی کر دی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات کی ہے میں اس کا جواب دینا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! شکریہ۔ محترمہ بے نظیر بھٹو اور قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے اس پاکستان کے لئے خون دیا۔ میں سمجھتی ہوں کہ ایک خاتون کھڑی ہو ان کی تصویر کے بارے میں یہ بات کرے تو یہ باعث شرم ہے۔ آج بھی اس ملک کی سرزمین پر، اس مٹی پر محترمہ بے نظیر بھٹو کا خون شامل ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ آج انہوں نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں ان کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو پاکستان اور جمہوریت کی پہچان ہیں۔ یہ پوری دنیا کا نقصان ہوا ہے، ہم یہ نقصان کبھی بھی پورا نہیں کر سکتے۔ قائداعظم پاکستان کے بانی ہیں ہم ان کی تصویر کو کبھی ہٹانے کی جسارت نہیں کر سکتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عظمیٰ بخاری صاحبہ! میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ محترمہ بے نظیر بھٹو نہ صرف پاکستان کی بلکہ ایشیا کی اور پوری دنیا کی بہت بڑی لیڈر تھیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) ان کی جمہوریت کے لئے قربانی کو پاکستان کی پوری قوم تسلیم کرتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کا اس طرح سے discuss ہونا ان کے شایان شان نہیں ہے۔ آپ مہربانی کریں اور اس discussion کو اسی پر close کر دیں اور میں سمجھتا ہوں کہ قائداعظم کی تصویر نہ کوئی replace کر سکتا ہے اور نہ کسی نے کی ہے اور یہ بالکل non issue ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ وزیر قانون کی بات کے بعد۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ!

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! بخاری صاحبہ کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ میڈیا کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن کچھ ممبران کو فوبیا ہو گیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اس طرح نہیں۔ آپ اپنی بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! یہاں پر وہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جو کسی بھی طرح مناسب نہیں ہیں اگر ہمارا بس چلے تو ہم محترمہ کی تصویر جو دل میں لئے پھرتے ہیں میں تو چاہتی ہوں کہ وہ یہاں پر بھی لگنی چاہئے لیکن بات یہ ہے کہ قائداعظم کی تصویر background میں کسی دیوار پر لگی ہوتی ہے اور محترمہ کی تصویر سائیڈ ٹیبل کے اوپر جہاں صدر پاکستان بیٹھتے ہیں وہاں سائیڈ پر رکھی ہوتی ہے اور جو قومیں اپنے شہیدوں کی عزت نہیں کرتیں وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتیں۔ ملک کے لئے کسی اور کا مچھر کے کاٹے جتنا خون بھی شامل نہیں ہے اور آج وہ ہمیں سکھائیں گی کہ جمہوریت کسے کہتے ہیں اور شہید کسے کہتے ہیں اور خون کس کا نام ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ No such arguments بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون کی explanation کے بعد کسی اور بات کی ضرورت نہیں ہے۔ جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ خان صاحب نے ہاؤس میں محترمہ اور قائداعظم کے لئے جو فرمایا ہے اس کے بعد میں سمجھتا کہ کوئی گنجائش نہیں کہ کوئی بھی ممبر اس پر بات کرے۔ میں نے یہ گزارش کرنی تھی کہ رانا عبدالرحمٰن صاحب نے ایک تحریک پیش کی ہوئی ہے جو کمیٹی کے اختیارات کو بہتر کرنے کے لئے یا ان کو suo moto powers دینے کے لئے ہے۔ جب ہم اسمبلی سے باہر ہوتے ہیں تو عوام کو ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم ہاؤس کو بڑا powerful کر رہے ہیں اور کمیٹیوں کو powerful کر رہے ہیں لیکن کبھی بھی اس پر نہ میں نے اور نہ کسی اور ممبر نے take up کیا۔ اگر اس اسمبلی میں کسی ممبر نے یہ initiative لیا ہے کہ اسمبلی کی جو کمیٹیاں ہیں ان کو powerful کیا جائے تو اس پر کون سے comments آنے ہیں اور کس نے comments دینے ہیں۔ اس میں کیا discussion ہونی ہے؟ جیسا کہ وفاقی حکومت میں یا قومی اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹیوں کے پاس suo moto کی power ہے اگر وہی power یہاں committees کو مل جائیں تو اس میں تو لاء ڈیپارٹمنٹ کے comments کی بات ہی نہیں ہے۔ یہ تو ہاؤس کا اختیار ہے۔ آپ اس کو table کریں ہاؤس میں ووٹنگ کرائیں اگر ہاؤس چاہتا

ہے کہ یہ ہاؤس empower ہو اور اس ہاؤس کی کمیٹیاں powerful ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کسی کے comments کی بات نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! میرے خیال میں۔۔۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ایک منٹ میری بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! پچھلے آٹھ سال سے ہمارا اور ہماری پارٹی کا سب سے زیادہ emphasize اسی پر ہے کہ یہ ہاؤس powerful ہونا چاہئے۔ یہ ہاؤس powerful ہوں گے تو عوام powerful ہو گی کیونکہ یہ عوام کے منتخب نمائندے ہیں۔ انہی کو powerful کرنے سے عام آدمی کو ریلیف ملے گا۔ اگر کمیٹیوں کے پاس کوئی power ہو گی تو وہ اس ہاؤس کی dignity اور اس ہاؤس کی بہتری کے لئے کام کر سکیں گے۔ جناب! ابھی تو کمیٹیاں جو ہیں اگر میں کوئی سخت الفاظ استعمال کروں تو وہ بھی بجا ہو گا کہ ان کمیٹیوں کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ آپ ان کو جو بزنس دیتے ہیں اسی پر وہ discuss کرتے ہیں اور واپس کر دیتے ہیں۔ کمیٹی سمجھتی ہے کہ جس ڈیپارٹمنٹ کی وہ کمیٹی ہے تو اس میں کوئی ضروری باتیں وہ discuss کرنا چاہتے ہیں لیکن نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے پاس power نہیں ہے۔ اگر آپ انہیں powerful کریں گے تو یہ democratic institutions powerful ہوں گے جو کہ جمہوریت کے لئے فائدہ مند ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کسی comments اور discussion کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ House میں put کریں اور اس کے بعد جس طرح آپ نے فرمایا کہ اس پر فائل ہو رہی ہے، comments ہو گئے ہیں۔ اگر آج House prorogue ہو جاتا ہے تو کیا میں اور اس ایوان کے ممبران کی اکثریت سمجھے کہ یہ اس ایوان کے ایجنڈے پر آ گیا اور آئندہ یہ kill نہیں ہو گا۔ اگر یہ بھی ہو جائے تو ہم اس کے کرنے کے لئے بھی تیار ہو جائیں کہ آپ اس کو discuss کر لیں جس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں یہی گزارش کروں گا کہ اگر کسی نے اچھا کام کیا ہے تو اسے سراہنا چاہئے اور ہمیں بھی encourage کرنا چاہئے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج صبح سب نے دیکھا کہ لاہور اور پورے پنجاب کے تمام سکول بند ہیں۔ اس وقت ہم حالت جنگ میں ہیں اور ہمارا مستقبل خطرے میں ہے اور ہم یہاں ایک فضول بحث میں مبتلا ہیں۔ یہ ایک بہت اہم معاملہ ہے اور میری یہ گزارش ہے کہ خدارا! اس topic پر بات کرنے کے لئے سب کو موقع دیا جائے۔ یہ ملک پاکستان قائم ہے تو یہ ہماری اسمبلیاں بھی ہیں اور ہمارا دم خم بھی ہے اور ہماری آگے نسلیں بھی ہیں۔ یہ بہت اہم معاملہ ہے اس پر اگر ہم آنکھیں بند کر کے بیٹھے رہے اور اپنے جذبات کا اظہار نہ کر سکے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت بڑا ظلم ہو گا۔ میری آپ سے صرف یہی استدعا ہے کہ آج پاکستان ہے تو ہم سب ہیں۔ ہمیں اس topic پر بات کرنے کے لئے آپ دو دو منٹ ضرور دیں۔ ہر پارٹی کی طرف سے نمائندگی ہونی چاہئے۔ پیپلز پارٹی کی طرف سے نمائندگی ہو، (ن) لیگ کی طرف سے ہو۔ ہم سب سے پہلے اس ملک کے عوام کے نمائندے ہیں۔ ہمیں اپنے قومی ہیروز کی قربانیوں کو بھی یاد کرنے کی ضرورت ہے اور ہمیں دہشت گردی کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بننے کی بھی ضرورت ہے۔ اگر ہم اس وقت عام issues کو لے کر بیٹھے رہیں گے، یہاں پر سوال و جواب ہوتے رہیں گے اور ہم صرف اپنے لیڈروں کی ہی ہرزہ سرائی کرتے رہیں گے تو جو بچے اس قوم کا مستقبل ہیں وہ آج سکول نہیں جا رہے اور اگر یہ بچے ہی سکول نہیں جائیں گے تو یہ اس نسل کے ساتھ ناانصافی ہو گی۔ یہ ہماری نسلوں کا نقصان ہے، یہ پاکستان کا نقصان ہے اور یہ اربوں کھربوں روپے کا نقصان ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ خدارا! اس کی طرف توجہ کی جائے اور اس کے لئے ایک مشترکہ قرارداد لانے کا بھی اہتمام کیا جائے۔ یہ سب کا مسئلہ ہے اور تمام کو اس پر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

ڈی جی رینجرز کا دہشت گردوں سے متعلق بیان

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آج سے تین دن پہلے میں نے اس ایوان میں ایک معاملہ ڈی جی رینجرز کے حوالے سے اٹھایا تھا کہ انہوں نے بیان دیا کہ کوہ سلیمان رینج کے اندر دہشت گردوں کے اڈے ہیں اور وہاں پر ان کی ٹریننگ ہو رہی ہے۔ میں اس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں اور میرے علم کے مطابق وہاں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ڈی جی رینجرز صاحب کی domain بھی پاکستان بھارت کا بارڈر ہے۔ وہاں پر وہ سمگلنگ روکیں اور سرحدوں کا دفاع کریں نہ کہ پنجاب کے معاملات میں دخل اندازی

کریں اور پاکستان کے بالکل عین وسط میں ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے ٹرائیبل ایریاز کے معاملات پر بیان بازی کریں۔ میری وزیر قانون صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اس پر حکومت پنجاب کی official policy statement دیں۔ آئی جی صاحب اور دوسروں نے بھی اس کو deny کیا لیکن ڈی جی رینجرز صاحب بار بار اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔

سردار شیر علی گورچانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار شیر علی گورچانی: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ اخبار میرے پاس ہے جس میں انہوں نے یہ statement دی ہے اور اس میں لکھا ہے کہ دہشت گرد ڈی آئی خان کے راستے پنجاب میں داخل ہوتے ہیں (ڈی جی رینجرز) بارڈر پولیس فورس علاقے کے سرداروں کے زیر اثر ہے تو انہوں نے یہ کس capacity میں statement دی ہے؟ ان کا انٹرویو میں اسی دن ٹی وی پر دیکھ رہا تھا جس میں انہوں نے کہا ہے کہ راجن پور اور ڈیرہ غازی خان میں دہشت گردوں کے مدارس ہیں جہاں پر انہیں تربیت دی جاتی ہے۔ میں وزیر قانون صاحب کی وضاحت چاہوں گا کہ انہوں نے یہ بیان کس capacity میں دیا کہ بارڈر پولیس کون سے سرداروں کے زیر اثر ہے اور یہ مدارس میں دہشت گردی کی تربیت والی بات کس حد تک درست ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پوری قوم کی یہ بدقسمتی ہے اور وہ حکمران بدبخت ہیں جنہوں نے ڈی جی رینجرز کو سیاست کرنی سکھائی۔ آپ کو پتا ہے کہ ڈی جی رینجرز اس ملک میں عدم اعتماد، اعتماد، الیکشن اور ہر قسم کے معاملات، ممبران کو ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر کرنے کا کام کرتے رہے ہیں اور یہی عادات اب بھی ان لوگوں میں موجود ہیں۔ ڈی جی رینجرز کی کوئی حیثیت نہیں ہے کہ وہ اس قسم کا بیان دیں اور نہ ہی حکومت پنجاب اس قسم کی اجازت دے گی کہ وہ اپنی official capacity سے بڑھ کر بات کریں۔ جہاں تک ڈیرہ غازی خان میں اس قسم کی activities کا تعلق ہے تو یہ پنجاب اور پوری قوم کے خلاف محض پراپیگنڈہ ہے۔ بات یہ ہے کہ طالبانائزیشن تو وہ ہوتی ہے کہ وہاں یعنی ڈیرہ غازی خان اور جنوبی پنجاب میں کسی جگہ کے اوپر طالبان کی writ ہو۔ کوئی محلہ یا کوئی علاقہ ایسا ہو کہ وہاں پر یہ کہا جا رہا ہو کہ یہ طالبان کی سٹیٹ ہے اور یہ no go area ہے۔ میں پورے وثوق اور

دعوے کے ساتھ یہ بات کرتا ہوں کہ جنوبی پنجاب میں کوئی ایک محلہ یا کوئی ایک گلی بھی نہیں ہے جہاں پر طالبان کی writ ہو جو no go area ہو۔ گورنمنٹ کی ہر جگہ پر access ہے اگر کسی جگہ پر کوئی دہشت گرد انفرادی طور پر کسی سرگرمی میں ملوث ہے تو ٹھیک ہے۔ جرائم پیشہ افراد پر باقاعدہ raid conduct کئے جاتے ہیں اور پچھلے دنوں ڈیرہ غازی خان میں raid کے دوران اسلحہ اور ملزم پکڑے گئے اور ملزموں کو بعد میں interrogate کیا گیا تو پورا ایک نیٹ ورک پکڑا گیا۔ اس لئے وہاں پر کوئی ایسا مدرسہ نہیں ہے جو no go area ہو کوئی علاقہ ایسا نہیں ہے جو no go area ہو۔ ہر جگہ پر حکومت کی access ہے اور جہاں کہیں بھی اس قسم کی کوئی انفارمیشن ملتی ہے حکومت اس کو اپنے طور پر verify بھی کرتی ہے اور اگر وہاں پر کوئی جرائم پیشہ یا دہشت گرد عناصر ہوں تو ان کے خلاف کارروائی بھی کی جاتی ہے۔ ڈی جی رینجرز اور جن دوسرے لوگوں کا بیان اس سلسلے میں کبھی کبھار آتا رہتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل misguided اور محض پراپیگنڈہ ہے وہاں پر ایسی کوئی صورتحال نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس بیان سے بات بڑی واضح ہو گئی ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ کل میں نے اس ایوان میں ایک تحریک تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے سلسلے میں پیش کرنے کی کوشش کی لیکن مجھے افسوس ہے کہ اس کی اجازت نہیں دی گئی اور مجھے قانون پڑھ کر سنا دیا گیا کہ شاید ہم گورنر کے conduct کو یا صدر کے بارے میں اسمبلی میں بحث نہیں کر سکتے یا ان کا نام تحریک میں نہیں لا سکتے۔ یہ جدوجہد مادر پدر آزاد لوگوں کے خلاف ہے کہ اس بارے میں جو بھی بات کرے گا چاہے وہ الطاف حسین ہو یا سلمان تاثیر ہم سڑکوں پر اس بارے میں احتجاج کریں گے، اگر ہم اسمبلی میں نہیں کر سکے تو ہم نے کراچی میں بھی ریلی نکالی ہے اور انشاء اللہ ہم لاہور میں بھی ان اشخاص کے خلاف احتجاج کریں گے۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ وہ وقت آنے والا ہے کہ جب ہم لوگ یہیں بیٹھ کر اسی گورنر کے خلاف دوبارہ تحریکیں لے کر آئیں گے اور اسی صدر کے خلاف دوبارہ تحریکیں لے کر آئیں گے لیکن اس وقت میں آپ کے ساتھ ہوں گا مگر اس تحریک کا حصہ نہیں بنوں گا۔ اس کے بعد میں تمام ممبران کا اور پیپلز پارٹی

کے اکثریتی ممبران کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا[*******] کہ کسی نے تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق تحریک کی مخالفت نہیں کی۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: میں مسلم لیگ (ن) کے تمام ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس معاملے پر میرے ساتھ تعاون کیا۔ میں مسلم لیگ (ق) کے تمام ممبران کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس معاملے پر مجھے اپنی حمایت کا یقین دلایا۔ اس کے بعد ہمارے لاء منسٹر صاحب جو بہت معصوم اور بھولے بھالے ہیں وہ گورنر پنجاب کے خلاف تحریک کو روکا نہ کریں۔ کہیں وہ بھی گورنر کے کسی جلوے کا شکار تو نہیں ہو گئے؟ میری ایک گزارش ہے کہ ہمارے بھولے بھالے اور معصوم لاء منسٹر کو ان کی صحبت سے دور رکھا جائے تاکہ ان کی گورنری سازشیں ایوان تک نہ آ جائیں۔ شکریہ

رائے محمد شاہجہان خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رائے محمد شاہجہان خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ محترمہ کی فوٹو لگانے پر پہلے اعتراض ہوا تو میں بھی ایک اہم واقعہ آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ عابد شیر علی صاحب جو غالباً مسلم لیگ (ن) کے ایم این اے ہیں، پچھلے دنوں جڑانوالہ میں رمضان بازار کی چیکنگ کے سلسلے میں آئے اگرچہ وہاں کے ایم این اے بھی منتخب ہیں اور وہاں کے ایم پی ایز بھی منتخب ہیں تو نجانے کس حیثیت میں وہ وہاں تشریف لائے اور انہوں نے مارکیٹ کمیٹی کی غلہ منڈی کے اندر ایک shed بنا ہوا ہے جو عام طور پر وہاں کے تاجر استعمال کرتے ہیں۔ وہاں پر محترمہ کی فوٹو لگی ہوئی تھی تو انہوں نے DCO کو کہہ کر سیکرٹری معطل کروا دیا اور واپس surrender کروا دیا ہے۔ جب تمام لیگوں کو اپنا مقصد درکار ہوتا ہے تو پھر ہمیں Charter of Democracy کا واسطہ دیا جاتا ہے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کو معتبر سمجھا جاتا ہے جب آپ کو اپنے مطلب کے قوانین pass کروانے ہوتے ہیں تو پھر آپ Charter of Democracy کا واسطہ دیتے ہیں جیسے ہماری معزز رکن پہلے کہہ رہی تھی کہ Charter of Democracy کے تحت وہاں پر Chairman of Standing

Committee ہیں۔ جب جج بحال کرانے ہوتے ہیں تو Charter of Democracy کا نام دیا جاتا ہے، جب ملک میں صدر کے اختیارات ختم کرنے کی بات ہوتی ہے تو Charter of Democracy کا نام لیا جاتا ہے اور اس محترمہ شہید کا واسطہ دیا جاتا ہے کہ اس مقدس ہستی نے یہ Charter of Democracy sign کیا تھا پھر کہتے ہیں پیپلز پارٹی پابند ہے کہ اس کی پابندی کرے۔ جب اس ملک کے اندر انارکی پھیلی ہوئی تھی، مارشل لاء تھا اور یہ threats موجود تھے کہ اس صوبے میں جائیں گے تو بم blast ہوں گے۔ جب ہم اپنے شہیدوں کی لاشیں اٹھا رہے تھے، سانحہ کارساز کی تاریخ کو گزرے دو دن ہوئے ہیں تو تب بھی ایک ہی لیڈر تھی جس نے پورے پاکستان کے اندر دہشتگردی کی بلا کو خاطر میں لائے بغیر سرحد کا دورہ کیا، بلوچستان کا دورہ کیا، سندھ کا دورہ کیا اور آخر میں راولپنڈی میں ان کو شہید کر دیا گیا۔ اس وقت ایک لیڈر تھی جو پورے ملک کے اندر سیاسی تحرک کا باعث تھی، جس کے نتیجے میں ہم ان آزاد اسمبلیوں میں بیٹھے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات complete کریں۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! آپ کو میری بات سننا ہوگی۔ ہم اس Charter of Democracy کے تحت وہاں بیٹھ کر ہمارے ایم این ایز خود notices لیتے ہیں اور ہمارا حال یہ ہے، اس ایوان کا حال یہ ہے جس کے اندر جمہوری حکمران موجود ہیں کہ نہ کوئی کمیٹی از خود نوٹس لے سکتی ہے، نہ کسی bureaucrat کو بلا سکتی ہے، نہ اپنا اجلاس خود کر سکتی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بات کیا کر رہے ہیں، کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر کرنے کی بالکل اجازت نہیں ہوتی آپ تشریف رکھیں۔ مجھے اب ہاؤس کی کارروائی کو آگے چلانے دیں۔ اس وقت سردار قیصر عباس خان مگسی مجلس قائمہ برائے Home Affairs کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ابھی کوئی point of order نہیں ہوگا۔ دو بج گئے ہیں سارا business یہاں پر ہی پڑا ہوا ہے۔ پوائنٹ آف آرڈرز پر ہی سارا دن بات ختم نہیں ہوتی۔ جی، مگسی صاحب! ایوان میں رپورٹ پیش کریں۔

(اذان ظہر)

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009 اور کرائے پر دی جانے والی املاک پنجاب مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

سردار قیصر عباس خان مگسی: جناب سپیکر! میں قیصر عباس خان مگسی Chairman Standing Committee of Home Affairs

1- The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 19 of 2009); and

2- The Punjab Rented Premises Bill, 2009 (Bill No. 23 of 2009)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے Home Affairs کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

رپورٹیں (توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محترمہ عاصمہ فاروقی مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحریک التوائے کار نمبر 308/09 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ عاصمہ فاروقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں عاصمہ فاروقی ممبر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کمیٹی یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

Adjournment Motion No. 308 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din. MPA, PP-181 کے بارے میں مجلس قائمہ

برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-نومبر 2009 تک توسیع دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

Adjournment Motion No. 308 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din. MPA, PP-181 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-نومبر 2009 تک توسیع دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

Adjournment Motion No. 308 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din. MPA, PP-181 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-نومبر 2009 تک توسیع دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

ڈاکٹر اسد معظم ایم پی اے کے گھر پر ہونے والے وقوعہ کے بارے میں خصوصی کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر اسد اشرف Special Committee کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The matter relating to an incident which took place on 1st January 2009 at the residence of Dr. Asad Muazzam. MPA, PP-67 کے بارے میں Special Committee کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31-دسمبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The matter relating to an incident which took place on 1st January 2009 at the residence of Dr. Asad Muazzam. MPA, PP-67 کے بارے میں Special Committee کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31- دسمبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

The matter relating to an incident which took place on 1st January 2009 at the residence of Dr. Asad Muazzam. MPA, PP-67 کے بارے میں Special Committee کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31- دسمبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 52، جناب وسیم افضل گوندل کی ہے وہ موجود نہیں ہیں اس کو pending کیا جاتا ہے۔

سپرنٹنڈنٹ دارالامان لیہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ

(---جاری)

مہر اعجاز احمد اچلانہ: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق نمبر 48 تھی جو دو دن کے لئے لاء منسٹر صاحب نے pending فرمائی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ take up کر لی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک 22 تاریخ تک کے لئے pending ہوئی تھی۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ: آج تو غالباً اجلاس prorogue کیا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ لاء منسٹر صاحب سے مل لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر یہ take up کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں کیونکہ اس کا جواب میرے پاس موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، جناب سپیکر! جی، اس کا جواب آگیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر آپ بتا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جو جواب آیا ہے اس کے مطابق یہ بات substantiate ہوتی ہے اور اس میں انکوائری کی ضرورت ہے لہذا آپ اس کو مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک استحقاق نمبر 48 مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میری بھی تحریک استحقاق نمبر 49 تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! تحریک استحقاق نمبر 49 مولانا صاحب کی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا۔ اس میں یہ ہے کہ ہمارے جو معزز ممبر ہیں ان کی آپس میں میٹنگ بھی کروانی ہے اس لئے یہ next time take up کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، یہ بعد میں take up کر لی جائے گی۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! پہلے بھی دو مہلتیں لے لی گئی ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ آخر کون سا امر مانع ہے؟ میں نے اس افسر کے خلاف ایک شکایت کی ہے اس کو بلایا جائے اور پوچھا جائے۔ ورنہ میں معذرت کرتا ہوں میں نے تو کہا تھا کہ میں اپنا استعفیٰ سامنے رکھتا ہوں لیکن ہماری اس حکومت کی کیا مجبوری ہے؟ ہم عدل و انصاف کے دعوے بھی کرتے ہیں اور میرٹ پر بھی کام کرنا چاہتے ہیں تو پھر اس افسر کو کیوں نہیں پیش کیا جاتا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں کوئی امر مانع نہیں ہے اور اس آفیسر کو بلانے کے لئے یہ طے ہو چکا تھا اور میں نے ان معزز ممبران سے time discuss کر کے اس کو بلانا تھا۔ آج دوسری صورتحال میں شاید اجلاس prorogue ہو جائے اس لئے within a week

ان کی آپس میں میٹنگ کروا دیتے ہیں۔ اس کے بعد اگر ضرورت ہوئی تو پھر ٹھیک ہے اس کو دوبارہ take up کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب! ویسے میں نے دیکھا ہے کہ لاء منسٹر صاحب ممبران کے استحقاقات کا خصوصی خیال رکھتے ہیں آپ ان کا خیال رکھیں۔ وہ میٹنگ بھی کروائیں گے اور اس میں جو بھی مسئلہ ہے اس کو حل بھی کروائیں گے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب! ایک دفعہ میٹنگ ہو لینے دیں۔ آپ بے فکر رہیں، انشاء اللہ تعالیٰ اس کو ہم دیکھیں گے، آپ تشریف رکھیں۔ بہت شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحریک التوائے کار لیتے ہیں۔ سب سے پہلی تحریک التوائے کار نمبر 258/2009 سید حسن مرتضیٰ صاحب کی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے ذرا کاپی مل جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر کاپی نہیں ہے تو اس کو پھر pending کر دیتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: نہیں۔ جناب سپیکر! پتا نہیں پھر ملنا ہے یا نہیں ملنا، یہ پیش کر لینے دیں؟

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میری بھی ایک تحریک التوائے کار ہے اور شاید اس کا نمبر نہ آئے تو میں یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اسے out of turn لے لیا جائے۔ یہ بڑی اہمیت عامہ کا معاملہ ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: میری عرض سن لیں، تحریک التوائے کار out of turn لینے کا ایک Business Advisory Committee میں procedure بن گیا ہے کہ تمام پارلیمانی لیڈر بیٹھ کر جس تحریک کو کہیں گے اس کو لے لیں گے کیونکہ اتنا backlog اکٹھا ہو گیا ہے۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: آپ اگر خیال کریں تو out of turn لے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا بالکل خیال ہے لیکن اس کے اندر ان ممبران کے ساتھ زیادتی ہے، مثال کے طور پر اس کے بعد جن کا نمبر ہے۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار کا نمبر 612 ہے میرا خیال ہے وہ اس سیشن میں نہیں آئے گی تو یہ بے مقصد ہو کر رہ جائے گی یا تو پھر آپ مہربانی کریں اس کو pending کر لیں یا لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہیں، اس پر کوئی کمیٹی بن جائے تاکہ کچھ thrash out آئے اس میں کروڑوں کا گھپلا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ کی بات کو follow کر لیا ہے آپ ابھی لاء منسٹر صاحب کو مل لیں اور جس طرح decide کرتے ہیں Chair کر لے گی۔ جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب آپ اپنی تحریک پیش کریں؟

پنجاب میں غیر رجسٹرڈ پرائیویٹ سکولوں کی بھرمار

سید حسن مرتضیٰ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب بھر میں پرائیویٹ سکولوں کی ایک بھرمار ہے اور یہ دن بدن گلی کوچوں میں مشروم کی طرح بڑھ رہے ہیں لیکن کسی بھی پرائیویٹ سکول کا کوئی criterion مقرر نہیں گیا پانچ سے دس مرلہ کے گھروں میں سکول بنے ہوئے ہیں جہاں بچوں کو کوئی بنیادی سہولت بھی دستیاب نہیں ہے اور بیشتر بلکہ 95 فیصد ایسے سکول ہیں جو غیر رجسٹرڈ ہیں، جن کے پاس نہ عمارت ہے اور نہ ہی qualified staff موجود ہے بلکہ باقی سہولتوں سے بھی عاری ہیں لیکن ان کی فیسیں اور باقی اخراجات آسمان کو چھو رہے ہیں۔ ان کی اشتہار بازی اور دیکھا دیکھی کی وجہ سے پنجاب بھر کی عوام ان کے جال میں پھنس چکی ہے بلکہ دن بدن پھنستی جا رہی ہے لیکن ان پرائیویٹ سکولوں کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ جب ان سکولوں کا پرائمری مڈل اور میٹرک

کا رزلٹ آتا ہے تو وہ اتنا poor ہوتا ہے کہ پھر والدین اپنے سر پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔اس سے نہ صرف والدین کا کثیر سرمایہ ضائع ہو رہا ہے بلکہ بچوں کے انتہائی قیمتی سال بھی ضائع ہو رہے ہیں۔ ان پرائیویٹ سکولوں پر حکومت کی طرف سے کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں ہے۔اس بارے میں حکومت کی طرف سے نہ تو کوئی جامع پالیسی وضع کی گئی ہے اور نہ ہی کوئی قانون سازی کی گئی ہے تاکہ ان کو کنٹرول کیا جاسکے اور ان کو مادر پدر آزادی حاصل ہے۔اس لئے وہ دونوں ہاتھوں سے دن رات عوام کو لوٹنے میں مصروف ہیں جس سے پنجاب بھر کی عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق پرائیویٹ سکولوں کو پرائیویٹ سکول رجسٹریشن ایکٹ 1984 کے تحت رجسٹرڈ کیا جاتا ہے اس مقصد کے لئے EDO(E) کو رجسٹریشن اتھارٹی کے اختیارات دیئے گئے ہیں اس قانون کے تحت ہر پرائیویٹ سکول کے لئے لازمی ہے کہ مناسب کمرے اور بنیادی سہولتیں موجود ہوں۔جہاں غیر رجسٹرڈ سکول پائے جاتے ہیں وہاں متعلقہ حکام 1984 ایکٹ کے تحت نوٹس دے کر کارروائی کرتے ہیں۔مزید برآں حکومت نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو کہ ان تمام امور پر غور کر کے حکومت کو ایک جامع رپورٹ پیش کرے گی تاکہ پرائیویٹ سکولوں کی رجسٹریشن مزید بہتر طریقے سے انجام پاسکے۔

جناب سپیکر! اس میں جن خدشات کا اظہار کیا گیا ہے اور صورتحال اس تحریک التوائے میں محترم سید حسن مرتضیٰ صاحب نے پیش کی ہے تقریباً حالات اسی کے قریب قریب ہیں اور اس میں بالکل کام کی بھی ضرورت ہے اور اس میں بہتری لانے کی بھی ضرورت ہے۔اس سلسلے میں جو کمیٹی بنائی گئی ہے جس کا محکمہ نے ذکر کیا ہے تو میں چاہوں گا کہ اگر آپ ruling دیں تو حسن مرتضیٰ صاحب کو اس کمیٹی کا ممبر نامزد کروا دیں اور ان کی کوشش سے یہ کمیٹی جلد از جلد اپنی سفارشات لے کر آئے تاکہ حکومت ان پر عمل کرے اور اس سلسلے میں جو بہتری کی ضرورت ہے وہ جتنی جلدی ہو جائے اتنا ہی بہتر ہے۔

محترمہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! شاہ صاحب نے بہت اہم مسئلہ کی طرف ایوان اور حکومت کی توجہ دلائی ہے اور میں ایک اور گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ واقعی جو پرائیویٹ سکول ہیں وہ مشروم کی طرح ہر علاقے اور ہر ڈسٹرکٹ میں پھیل چکے ہیں۔ اگر آپ لاہور کی بھی مثال لیں تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بشریٰ گردیزی صاحبہ! آپ ہمیشہ rules کو بھی follow کرتی ہیں اور آپ کو پتا بھی ہے کہ جو تحریک التوائے کار ہوتی ہے اس پر نہ short statement ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس پر بحث ہو سکتی ہے، جو محرک ہیں صرف وہی بات کر سکتے ہیں۔ آپ کا point نوٹ ہو گیا ہے اب آپ تشریف رکھیں اور اس میں اگر آپ کوئی اضافہ کرنی چاہتی ہیں تو آپ مرتضیٰ صاحب کو مل لیجئے گا اور ان کو اپنے point بتا دیں جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے اور ہاؤس کی observation ہے کہ حسن مرتضیٰ صاحب کو اس کمیٹی میں شامل کیا جائے اور وہ بیٹھ کر خود اس سارے سسٹم کا حصہ بن کر اس کو درست کروائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کا اور لاء منسٹر صاحب کا بڑا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے اس مسئلہ پر اتنی مہربانی کی، مجھے ممبر نامزد کرنے کے لئے کہا اور آپ نے بڑی مہربانی فرمائی، اس پر ruling بھی دی۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہاں پہلے بھی کافی کام کمیٹیوں کے سپرد ہوئے ہیں لیکن وہ آج تک کسی بھی نتیجہ تک نہیں پہنچے۔ یہ اتنا اہم اور ضروری مسئلہ ہے، آپ بھی لاہور شہر میں رہتے ہیں اور آپ دیکھتے ہوں گے کہ جہاں جس کا جی چاہتا ہے وہ سکول کھول لیتا ہے، ٹریفک کے flow میں جو سارا دن jam رہتا ہے وہ بھی ان سکولوں کی وجہ سے ہے اور آپ دیکھیں کہ بیشتر سکولوں میں کوئی play ground نہیں ہے، بچوں کے کھیلنے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ ان کی آپ بلڈنگ جا کر دیکھیں کہ جو چار بیڈ روم کا گھر ہے اس میں بھی انہوں نے سکول کھولا ہوا ہے۔ میرے ضلع میں پرائیویٹ سکول ہیں وہ دو دکانیں اکٹھی کر کے آگے encroachment میں چار دیواری بنا لیتے ہیں اور سکول بنا دیتے ہیں جو کمیٹی بنی ہے اس میں آپ نے مجھے ممبر بنایا ہے تو اس کمیٹی کو کوئی ٹائم دے دیں کہ وہ اتنے دنوں میں اپنی سفارشات واپس لے کر آئے تاکہ اب جو حالات ملک میں law and order کے حوالے سے چل رہے ہیں اس میں بھی آپ دیکھیں کہ اگر کوئی proper security ہوتی تو سکول بند نہ کرنے پڑتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں آپ کو بات بتاؤں کہ جب آپ تحریک التوائے کار کی بات کرتے ہیں تو rule(85) کے تحت یہ ہے کہ دن مقرر کر کے دو گھنٹے بحث ہو سکتی ہے اور اس issue کو on the

floor of the House thrash out کیا جا سکتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب نے بڑا اچھا اور positive step لیا ہے۔ اب آپ پر ہے کہ آپ اس کمیٹی میں بیٹھ کر اس کی working کس طرح کراتے ہیں اور دوسری بات اگر آپ سمجھتے ہیں کہ وہاں پر کام اس طرح نہیں functional ہو رہا جس طرح ہونا چاہئے تو You have always got the floor of the House وہاں پر آ کر آپ اس کو take up کر سکتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے Convener یا Chairman نہیں ہونا کہ میں کرلوں گا جس نے میٹنگ convene کرنی ہے وہ پتا نہیں کوئی سرکاری افسر ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بس ٹھیک ہے۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کمیٹی کے متعلق تفصیل معلوم کر کے ان کو اس بات کا پابند کروں گا کہ وہ حسن مرتضیٰ صاحب اور بشریٰ گردیزی صاحبہ سے بھی ان کی input لیں اور ان کی guidance سے استفادہ کریں لیکن یہ ٹھیک ہے کہ ڈیپارٹمنٹ اپنے طور پر کرے گا اور کمیٹی اپنے طور پر کرے گی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کے پاس اور ان محترم معزز ممبران کے پاس جو اس سلسلے میں contribute کرنا چاہتے ہیں بڑا short راستہ یہ ہے کہ جو پرائیویٹ سکول رجسٹریشن ایکٹ ہے اس ایکٹ میں جو معیار ان سکولوں کو رجسٹرڈ کرنے کا یا ان کا وہ معیار جس کے تحت رجسٹرڈ ہو سکتے ہیں یہ اس میں amendment لے آئیں اور یہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر بل لے آئیں اور یہ بڑا short cut method ہو گا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ڈیپارٹمنٹ اور وہ کمیٹی بھی motivate ہو گی اور اس ہاؤس کی بھی contribution ہو گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں آپ start کمیٹی کا ممبر بن کر کریں اور باقی کام پھر ہوتے رہیں گے۔ بہت شکریہ۔ شیخ صاحب! میری بات سنیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 136 اور 244 prior numbers ہیں وہ میں کہنا چاہ رہا ہوں کہ اس پر لاء منسٹر صاحب نے statement دینی ہے اور کل شام تک انہوں نے کوئی فیصلے کئے ہیں وہ انہوں نے بتانے ہیں جو کہ ریکارڈ پر آنے چاہئیں، اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو ان کو لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی لے کر آتا ہوں۔ جی، اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 259/09 سید حسن مرتضیٰ صاحب!

حلقہ پی پی-74 چنیوٹ میں گندے نالے کی وجہ سے بیماریوں کا پھیلاؤ

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ فیصل آباد سے ایک سیم نالا نکلتا ہے جو میرے حلقہ سے گزرتا ہوا دریائے چناب میں گرتا ہے۔ اس نالے میں گندہ پانی ہوتا ہے اور مختلف انڈسٹریز کا پانی بھی اس میں شامل ہوتا ہے جس سے اس نالے کے ارد گرد زیر زمین پانی بھی بہت زیادہ زہریلا ہو چکا ہے جس کی وجہ سے اس نالے کے گردونواح کے بہت سارے لوگ مختلف بیماریوں کا شکار ہیں اور صرف میرے حلقہ پی پی-74 چنیوٹ میں اس نالے کے ارد گرد 35 ایسے دیہات ہیں جن کے باسی زیر زمین پانی پینے سے ہیپاٹائٹس جیسے موذی مرض میں مبتلا ہیں اور خاندان کے خاندان تباہ ہو گئے ہیں۔ میں پہلے بھی اس نالے کے بارے میں عرض کر چکا ہوں کہ اس کا کوئی بندوبست کیا جائے یا پھر جو دیہات اس نالے سے affected ہیں وہاں پینے کے پانی کے لئے filtration plants کا انتظام کیا جائے لیکن تاحال کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ اب دن بدن صورتحال خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی ہے اور اس آلودہ پانی کے استعمال سے ایک ایک گھر کے کئی کئی افراد اس دنیا سے کوچ کر گئے ہیں جس سے پورے علاقے اور بالخصوص میرے حلقہ کے لوگوں میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس پر پہلے بھی بات ہوئی ہے تو فیصل آباد کی جتنی بھی فیکٹریاں ہیں ان کا پانی direct اس نالے میں ڈال دیا جاتا ہے کوئی treatment plants نہیں لگے ہوئے اور اس کیمیکل والے پانی سے میرے حلقے کی ساری زمینیں تباہ ہو رہی ہیں۔ وہی پانی overflow کر کے کھیتوں میں بھی جاتا ہے جس سے فصلیں بجائے بہتر ہونے کے خراب ہو رہی ہیں۔ زمینیں بنجر ہوتی جا رہی ہیں۔ ہمارا زیر زمین پانی بھی اس وجہ سے affect ہو رہا ہے اور وہاں پر آپ کوئی سروے کروا لیں بلکہ ایک سروے رپورٹ یہاں آئی بھی ہے شاید وہ ہو تو وہاں کے لوگ پینے کے پانی کو ترستے ہیں اور ایک

وقت ایسا تھا کہ ہمارے علاقے کا زیر زمین پانی اتنا میٹھا تھا، سٹی فیصل آباد کو میرے علاقے سے پانی اب بھی جا رہا ہے۔ اس سے ہمارا بڑا نقصان ہو رہا ہے۔ مہربانی فرما کر اس پر آپ ایسی ruling دیں یا حکومت کو کہیں کہ اس پر کوئی ایسا پروگرام بنائے جس سے ہمارے علاقے کی بہتری ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ نے جواب دیا ہے ان کا یہ کہنا ہے کہ فیصل آباد سے جو سیم نالا گزرتا ہے اور دریائے چناب میں گرتا ہے اس کا نام "پہاڑنگ ڈرین" ہے ان فیکٹریوں کا واسا کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور محکمہ انہار کی ملکیت ہے۔ یہ چک جھمرہ سے شروع ہوتا ہے اس کے کنارے ان گنت پرائیویٹ فیکٹریاں تعمیر ہو چکی ہیں جن کا untreated water اس میں گرتا ہے۔ واسا نے سو ایکڑ رقبہ پر treatment ponds بنائے ہیں جس کی وجہ سے disposal کا پانی treat ہو کر پہاڑنگ ڈرین میں گرتا ہے اور نقصان دہ نہیں ہوتا۔ محکمہ ہاؤسنگ نے تو یہ کہا ہے کہ mover نے جو allege کیا ہے اس سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ پرائیویٹ فیکٹریاں ہیں ان کا untreated پانی جو ہے وہ اس نالے میں گرتا ہے لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان دیہات میں جن کا ذکر اس تحریک میں کیا گیا ہے کہ وہاں پر پینے کے پانی کا انتظام نہیں ہے اور وہاں پر یہ انتظام ہونا چاہئے اس کو ڈیپارٹمنٹ بھی تسلیم کرتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ایک یادداشت گورنمنٹ کو علیحدہ سے جو Local Government under Rural Development ہے ان کو بھجوا دیتے ہیں تاکہ وہ اس سلسلے میں کوئی سکیم بنا کر اس علاقے کے مکینوں کے لئے پینے کے صاف پانی کا انتظام کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اس میں دو چیزیں ہیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! یہ ان کی بات ہو رہی ہے، آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری ایک بات سن لیجئے۔ میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ حسن مرتضیٰ صاحب جو بات کر رہے ہیں یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اس میں Environmental Act 1997 موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ میری بات سن لیتے تو یہی بات میں ان کو کہنے لگا تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ ان کو ایک درخواست دے دیں، آج ابھی ایکشن ہو سکتا ہے۔ آپ کا Environmental Protection Department فیکٹریاں بند کروا رہا ہے۔ میں صرف یہ چاہ رہا ہوں کہ یہ اس محکمے کو refer کر دی جائے میں اور کچھ نہیں کہہ رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میں بھی جو بات کرنے لگا تھا وہ یہ تھی کہ اس وقت 1997 کا ایکٹ موجود ہے اور اگر فیکٹریوں کا پانی اس طرح سے جا رہا ہے تو ان پر باقاعدہ کارروائی ہو سکتی ہے اور فیکٹریاں bound ہیں کہ وہ پانی کا treatment کر کے اس کو آگے بھیجیں اس کے بغیر تو وہ بھیج ہی نہیں سکتیں۔ آپ اس مسئلے کو Environmental Protection Agency کو بھیجیں اور اس کے ساتھ ساتھ لوکل گورنمنٹ کو بھی بھیجیں تاکہ وہ اس مسئلے کو فوری طور پر دیکھ سکیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جس طرح لاء منسٹر صاحب بتا رہے ہیں اب بھی وہاں پر نئی فیکٹریاں لگ رہی ہیں۔ اگر انہیں گورنمنٹ کی اس بے بسی کا اندازہ ہو گیا کہ جو فیکٹریاں لگ گئی ہیں انہیں روک ہی نہیں سکتے۔ میرے گاؤں میں ایک مدینہ شوگر مل لگی اس وقت کے گورنر خالد مقبول صاحب بھی اس میں پارٹنر تھے، لوگ چیخ و پکار کرتے رہے کہ ہم نے فیکٹری کا پانی سیم نالے میں نہیں ڈالنے دینا انہوں نے مدینہ شوگر مل اور گھی مل کا گندہ پانی پولیس کے ذریعے زبردستی سیم نالے میں ڈال دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب! اس کا بہترین حل یہی ہے کہ اس کو فوری طور پر Environmental Protection Agency کو بھیجا جائے اور ساتھ ساتھ لوکل گورنمنٹ کو بھی اور لاء منسٹر صاحب اس کی رپورٹ منگوا کر آپ کے ساتھ share کر لیں۔ بہت شکریہ، تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہیں یہ فیکٹریاں بند کرنے کے احکامات صادر فرمائے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سید حسن مرتضیٰ صاحب! آپ میری بات کو follow نہیں کر رہے۔ اس بارے میں باقاعدہ لاء موجود ہے جو اس کی violation کر رہا ہو گا وہ خود بخود اس شکنجے میں آ جائے گا، صرف اور صرف اس کو point out کرنا تھا جو آپ نے کیا ہے اور جب یہاں سے letter جائے گا تو باقاعدہ کارروائی کے بعد ہی یہاں پر رپورٹ آئے گی۔

سید حسن مرتضیٰ: بہت شکریہ۔ میں جناب کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے پوچھوں گا کہ کیا وہ یہ letter بھیجیں گے؟ (قہقہے)

لاء منسٹر صاحب ہنس پڑے ہیں، مجھے امید ہے کہ وہ بھجوا دیں گے۔

سرکاری ہسپتالوں میں ناقص ادویات کی فراہمی

جناب ڈپٹی سپیکر: اب شیخ علاؤالدین کی تحریک التوائے کار نمبر 272/09 ہے یہ 19-10-09 کو move ہوئی تھی اور آج تک کے لئے pending کی گئی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ وہ بتا رہے ہیں کہ ان کی پہلے بھی کچھ تحاریک التوائے کار آج کے لئے pending کی گئی تھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل سیکرٹری ہیلتھ سے محترم شیخ علاؤالدین صاحب کی sitting ہو گئی ہے اور اس میں جس طرح سے معاملات طے ہوئے ہیں میں ensure کروں گا کہ اس کے مطابق ہی انجام پائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اس کو pending کریں یا dispose of کر دیں؟

شیخ علاؤالدین: جس تحریک کا آپ نے ابھی فرمایا ہے اس پر سیکرٹری ہیلتھ نے کہا ہے کہ ہم نے ان کمپنیوں کی دوائیاں واپس کر دی ہیں اور انہوں نے admit کیا ہے کہ ٹی بی کی دوائیاں substandard ہیں۔ لاء منسٹر صاحب بھی وہاں موجود تھے باقی بھی انہوں نے جو فیصلے کئے ہیں اگر وہ بھی ہو جاتے ہیں، میں اس میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے Thalassaemia پر بھی کہا ہے کہ ہم اس کو ہر تحصیل level تک لے کر جائیں گے اور اس کے علاوہ انہوں نے زہریلے دودھ کے بارے میں کہا ہے کہ چونکہ لوکل گورنمنٹ سسٹم جا رہا ہے اب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ اس کو مانیٹر کرے گا through the testing laboratories یہ باتیں لاء منسٹر صاحب سے میری اور ان کی ہوئی ہیں میں ان کو floor پر لا رہا ہوں۔ لاء منسٹر صاحب دیکھ لیں جو بھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، پھر تحریک التوائے کار نمبر 258,259,272 تینوں dispose of کی جاتی ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 304/09 خواجہ محمد اسلام صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ It is disposed of. اگلی تحریک التوائے کار نمبر 305/09 بھی خواجہ محمد اسلام صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ It is disposed of. اگلی تحریک التوائے کار نمبر 309/09 جناب محمد طارق امین ہوتیانہ صاحب کی ہے، پیش کریں۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! جو متعلقہ ای ڈی او ہیں وہ میرے پاس آکر وضاحت کر گئے تھے۔ میں اس پر بحث نہیں کرنا چاہتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں جی، disposed of۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 310/09 میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب!

فیصل آباد پولیس کی فرائض سے غفلت اور ہٹ دھرمی

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 23-6-2009 کو ایک عدد جھوٹا اور بے بنیاد پرچہ تھانہ صدر جڑانوالہ میں درج کیا گیا اور بیس آدمیوں کو حراست میں لیا گیا اور مہر ارشاد انسپکٹر نے تفتیش کی اس کے بعد اس کیس کی تفتیش ایس ایچ او میاں عابد نے شروع کی۔ دوران تفتیش شامند ولد سید قوم لڑکے پر تشدد کیا گیا جس سے وہ بے ہوش ہو گیا تو اس کے ساتھی اور پولیس والے اسے ہسپتال لے گئے جہاں وہ فوت ہو گیا۔ لواحقین کے اصرار کے باوجود پولیس پرچہ درج کرنے کے لئے تیار نہ تھی اور سینئر پولیس افسران لوگوں کو ڈراتے دھمکاتے رہے اور لالچ دیتے رہے۔ پولیس کے انکار پر علاقہ کے لوگوں نے جڑانوالہ لاہور روڈ بلاک کر دی جو اگلے دن دوپہر دو بجے تک بلاک رہی اس کے بعد پولیس نے پرچہ درج کیا تب سڑک کھل سکی۔ ابھی تک پولیس متوفی کے لواحقین کو ڈرا دھمکا کر پرچہ سے دستبردار کروانے کی کوشش کر رہی ہے اور ملزمان گرفتار نہ ہوئے ہیں۔ پولیس کے رویے کی بڑی وجہ ضلع فیصل آباد کے سینئر پولیس افسران کا رویہ ہے جس مہینے میں نے یہ تحریک دی تھی اسی مہینے کا ذکر ہے کہ اس ضلع کی لاء اینڈ آرڈر کی میٹنگ میں متعدد ایم پی ایز پولیس کی بے راہ روی CCPO کے نوٹس میں لاتے ہوئے واک آؤٹ کر گئے جس کی CCPO نے کوئی پروانہ کی۔ خصوصاً اُن کی توجہ FIR نمبر 479 بتاریخ 4-6-2009 کی طرف دلائی گئی جو کہ یہ پرچہ ہائی کورٹ کے حکم پر SHO تھانہ لنڈیانوالہ کے خلاف درج ہوا تھا۔ پرچہ درج ہونے کے بعد ملزم گرفتار نہ ہوئے بلکہ یہ شخص باقاعدہ SHO کی ڈیوٹی کرتا رہا۔ توجہ دلانے کے باوجود CCPO نے کوئی کارروائی نہ کی جس سے پولیس کے ماتحت افسران کا غیر قانونی کام کرنے کا حوصلہ بڑھا۔ یہ بھی قابل ذکر بات ہے کہ میرے حلقہ میں پولیس کی زیادتی اور غفلت کی وجہ سے جرائم میں بے حد اضافہ ہوا ہے۔ گزارش ہے کہ میرے حلقہ میں کچھ عرصہ کے لئے ایماندار اور محنتی SHO تعینات کر کے جرائم پر

کنٹرول میں مدد کی جائے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہوں گا۔ یہ تحریک 25۔جون 2009 کو پیش ہوئی تھی اس کے بعد اس تحریک کے اندر on ground کافی changes آئیں یعنی جو میں نے کہا کہ وہ پرچہ دبانے کی کوشش کر رہے ہیں متوفی کے لواحقین نے already پرچہ withdraw کر لیا ہوا ہے۔مجھے جو خدشہ تھا وہ پورا ہو چکا ہے۔اس تحریک کی بڑی اچھی مثال ہے کہ 25۔جون کو یہ تحریک دی اور آج 21۔اکتوبر کو آ رہی ہے۔ میں سنتا آیا تھا کہ Justice delayed is justice denied and here the justice has been delayed and it has been denied also to public of my area. اس کے بعد میں اور میرے حلقے کا ایم این اے CCPO کے پاس گئے کہ جس آدمی پر پرچہ ہے وہ آپ کی یا تفتیش کی نظروں میں چاہے بے گناہ ہے یا گناہ گار کم از کم اسے اس علاقہ سے post out کر دیا جائے تاکہ جن کا آدمی مرا ہے ان کے زخموں پر نمک نہ چھڑکا جائے لیکن اس CCPO نے مجھے اور میرے ایم این اے کو جواب دیا کہ میں نے اس آدمی کو اسی علاقے میں post کرنا ہے۔میں پولیس کے اس رویے کو زیر بحث لانا چاہتا ہوں، گو آئی جی صاحب کی مہربانی سے وہ SHO وہاں سے post out ہو گیا تھا لیکن بات یہ ہے کہ اس حلقے اور اس ضلع میں ہمارا مسئلہ حل کیوں نہ ہو سکا؟ لاء منسٹر صاحب بخوبی واقف ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میں بار بار معزز ممبران سے بات کرتا ہوں کہ تحاریک التوائے کار پر نہ تو short statement ہو سکتی ہے اور نہ بحث۔اس کے لئے باقاعدہ ایک طریق کار وضع ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں بحث نہیں کر رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات آ گئی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! کیونکہ اس میں کافی changes آ چکی ہیں اس لئے میں وہ explain کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ جو بات کر رہے ہیں اس کے مطابق تو آپ کی تحریک التوائے کار بنتی ہی نہیں ہے۔اس کے مطابق تو آپ کو نئی تحریک لانی چاہئے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار بنتی ہے چونکہ میں نے ان چیزوں کو جون میں point out کر دیا تھا اور یہ تحریک جون میں ہی آ جانی چاہئے تھی لہذا مجھے تو طریق

کار پر بھی اختلاف ہے اور میں اسمبلی میں روزانہ بات کرتا ہوں باقی دوستوں نے بھی آج بات کی ہے کہ کوئی ایسا طریق کار بنایا جائے کہ ایسی emergent چیزیں اسی وقت نمٹا دی جائیں۔لاء منسٹر صاحب نے اس وقت partially مدد کی تھی حالانکہ وہ معطل نہیں ہو رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور مجھے لاء منسٹر صاحب کو سن لینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میجر صاحب طریق کار کی بات کر رہے ہیں لیکن اس بات سے انکار نہیں کر سکیں گے کہ جس دن یہ واقعہ پیش آیا اس دن انھوں نے زبانی میرے ساتھ بات کی کہ وہاں اس طرح واقعہ ہو گیا ہے تو میں نے کہا کہ آپ اسے take up کریں تو انھوں نے دوسرے دن اسے take up کیا اور اسے out of turn لیا گیا۔اس کے بعد اس پر جو بھی action ہونا تھا ان کا پہلا یہ مطالبہ تھا کہ یہ مقدمہ درج کیا جائے۔جب مقدمہ درج ہو گیا تو پھر ان کا مطالبہ تھا کہ اس SHO کو وہاں سے post out کیا جائے۔آگے سے محکمے کا موقف یہ تھا کہ جب پرچہ درج ہو گیا ہے تو اس کی independent تفتیش کروا لینے دی جائے اور اگر وہ گناہ گار ہوا تو نہ صرف اسے post out کریں گے بلکہ arrest بھی کیا جائے گا۔مقدمہ درج ہو گیا، SHO post out ہو گیا بلکہ معطل بھی ہو گیا۔ اس کے بعد اس مقدمے کے مدعی جن کی خاطر انھوں نے یہ معاملہ اٹھایا غالباً وہ ان کے حلقے سے بھی ہیں اب اگر وہ ان کی دسترس میں نہیں رہے اور بیٹھ گئے ہیں تو انھوں نے سارا ملبہ حکومت پر ڈال دیا ہے justice delay فلاں جسٹس، فلاں جسٹس میں سمجھتا ہوں کہ میجر صاحب کو تو اس بات کو appreciate کرنا چاہئے تھا کہ جب انھوں نے یہ معاملہ اٹھایا تو اس پر required action اسی وقت ہو گیا۔اگر آج اس کی routine میں باری آئی ہے تو اس میں انھوں نے جو مطالبات کئے تھے ان پر تو اسی وقت عمل ہو گیا تھا۔اگر یہ مدعی اسے معاف نہ کرتے تو میرے خیال میں وہ آدمی معطلی کے آگے dismissal کی طرف چلا جاتا۔لہذا اس میں required action ہو چکا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہوں گا۔میں بات کر رہا تھا لیکن آپ نے مجھے حکم دیا کہ بیٹھ جائیں۔میں یہی وضاحت کرنے والا تھا کہ میں لاء منسٹر صاحب کا شکر گزار ہوں، انھوں نے یہاں تک ضرور مدد کی کہ پرچہ درج ہوا، وہ ایس ایچ او معطل ہوا لیکن میں پندرہ دن کے بعد کی بات کر رہا ہوں کہ پندرہ دن تک اس جگہ پر کوئی ایس ایچ او نہیں آیا کیونکہ CCPO نے یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ اس نے اسے وہیں بھیجنا ہے۔میں آپ کو اس بات پر لا رہا تھا لیکن مجھے بیٹھنے کا حکم دیا گیا۔میں لاء منسٹر صاحب کا مشکور ہوں کہ انھوں نے اس وقت میری مدد کی اور بروقت شنوائی

ہوئی لیکن میں overall رویے کو زیر بحث لانا چاہتا ہوں-اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میری تحریک التوائے کار منظور کی جائے تاکہ اس میں پولیس کے سینئر افسران کے رویے پر مزید روشنی بھی ڈالی جا سکے-اب لاء منسٹر صاحب نے اس چیز کو خود تسلیم کر لیا ہے کہ وہ میری دسترس میں نہیں رہے-میں عرض کرتا ہوں کہ آج میں نے وردی نہیں پہنی ہوئی اور انھوں نے وردی پہنی ہوئی تھی اس لئے وہ ان کی دسترس میں چلے گئے-میں یہی بات notice میں لانا چاہتا ہوں جو کہ لاء منسٹر صاحب نے قبول کر لی ہے-میں پھر استدعا کرتا ہوں کہ میری تحریک التوائے کو منظور کرتے ہوئے اس پر بحث کے لئے دن مقرر کیا جائے-

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میجر صاحب نے جو next بات کی ہے میں اس سلسلے میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو CCPO تھے جنھوں نے ان کے ساتھ اس قسم کا رویہ اپنایا جب ان کے ساتھ ان کا ایسا رویہ تھا تو باقی معاملات میں ان کا رویہ درست نہیں تھا اس لئے اس CCPO کو بھی OSD بنا دیا گیا ہے اس کے بعد اب یہ اس پر کیا بحث کرنا چاہتے ہیں؟ یہ Chair یا House کو سمجھا دیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے-

جناب ڈپٹی سپیکر: میجر صاحب! آپ کے دو issues تھے وہاں سے CCPO بھی جا چکا ہے اور SHO بھی جا چکا ہے اور جو overall ایڈمنسٹریشن کی بات ہے اس سلسلے میں آپ رانا صاحب سے مل لیں-

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: میری استدعا ہے کہ individual کو نہ لیا جائے میں نے دو تین stances اسی لئے quote کئے ہیں جو عام رویے کو ظاہر کرتے ہیں اور میں اس پر بحث چاہتا ہوں-

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ- میں اسے dispose of کرتا ہوں-آپ لاء منسٹر صاحب کو مل لیجئے گا-

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: سر تسلیم خم-

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ-اگلی تحریک التوائے کار نمبر 315/2009 محترمہ فرح دیبا صاحبہ کی طرف سے ہے--- موجود نہیں ہیں لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے-اگلی تحریک التوائے کار نمبر 323/2009 جناب جوئیل عامر سہوترا صاحب کی طرف سے ہے--- موجود نہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے-اگلی تحریک التوائے کار نمبر 324/2009 بھی جناب جوئیل عامر

سہوترا صاحب کی طرف سے لیکن وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 325/2009 راؤ کاشف رحیم خان صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 326/2009 ڈاکٹر فائزہ اصغر، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ جہانگیر، میاں شفیع محمد صاحب کی طرف سے ہے۔

گنگارام ہسپتال انتظامیہ کی غفلت سے نئی الٹرا ساؤنڈ مشین کا ناکارہ ہونا

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "وقت" مورخہ 2009-7-2 کی خبر کے مطابق سیمز پروگرام کے تحت گنگارام ہسپتال لاہور کی ایمرجنسی کے لئے لائی جانے والی لاکھوں روپے مالیت کی انتہائی اہم الٹرا ساؤنڈ کی جدید کلر ڈوپلر مشین انتظامی غفلت کے باعث سٹور میں پڑی زنگ آلود ہو رہی ہے جب کہ ہسپتال انتظامیہ کی جانب سے مشین کی تنصیب نہ کئے جانے پر روزانہ درجنوں زچگی اور دیگر امراض کے مریض خوار ہو رہے ہیں اور شدید تکلیف میں بھی الٹرا ساؤنڈ کے لئے کئی کئی دن انتظار کرنے پر مجبور ہیں۔تفصیل کے مطابق سیمز پروگرام کے تحت ٹیچنگ ہسپتالوں کی ایمرجنسی کو اپ گریڈ کرنے کے لئے کروڑوں روپے کی لاگت سے ان کی نئی بلڈنگز کو تعمیر کیا گیا تھا اور ان میں مریضوں کی سہولت کے لئے جدید آلات کی تنصیب اس لئے کی گئی تھی کہ مریضوں کو مسائل کا سامنا نہ کرنا پڑے اسی طرح گنگارام ہسپتال جو زچہ بچہ کے حوالے سے ایک انتہائی اہم ہسپتال جانا جاتا ہے اور اس کی ایمرجنسی میں زچگی کے سلسلہ میں روزانہ 100 کے قریب خواتین کے علاوہ دیگر مریض بھی آتے ہیں جنھیں ایمرجنسی الٹرا ساؤنڈ کی ضرورت ہوتی ہے۔ گنگارام ایمرجنسی کی تعمیر کے ساتھ ہی مریضوں کے مرض کی تشخیص کے لئے تقریباً 35 لاکھ روپے کی لاگت سے سیمز پروگرام کے تحت جدید کلر ڈوپلر الٹرا ساؤنڈ مشین خریدی گئی تا کہ اس کی تنصیب ایمرجنسی میں کی جائے لیکن ایک سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود اس کی تنصیب نہ کی گئی ہے اور وہ سٹور میں پڑی ہے۔ایک ناکارہ مشین کو درست کر کے لگایا گیا تھا تا کہ عارضی طور پر وہاں آنے والوں کو سہولت دی جائے جس کے غیر شفاف نتائج کے باعث مریض سمیت ڈاکٹروں کو علاج و تشخیص میں مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ماہرین کے مطابق جدید ایمرجنسی میں آنے والے مریضوں کی سرجری کرنے کے فیصلہ کے لئے یہ مشین ضروری ہے۔ روزانہ ایمرجنسی میں آنے والے مریضوں میں سے 20 فیصد تک مریض ایسے ہوتے ہیں جنھیں الٹرا سلوگرافی کی ضرورت ہوتی ہے اور مشین کے نہ ہونے

کے باعث ایمرجنسی میں آنے والے مریضوں کو تکلیف کی حالت میں کئی کئی روز انتظار کرنا پڑتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! متذکرہ الٹرا ساؤنڈ کی جدید کلر ڈویلپر مشین متعلقہ فرم کی طرف سے ضروری کاغذات کے بغیر supply کی گئی تھی جبکہ ریڈیالوجی ڈیپارٹمنٹ میں ایک ڈویلپر مشین پہلے سے کام کر رہی ہے جس کو Specialists Doctors اپنی پوری استعداد کے ساتھ استعمال کر رہے ہیں۔ ایمرجنسی اور کارڈیالوجی ڈیپارٹمنٹس مکمل طور پر کام کر رہے ہیں اور مریضوں کو اس سلسلے میں کسی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ یہ ڈویلپر مشین کو inspection کے بغیر متعلقہ شعبہ کو نہیں دیا جا سکتا تاکہ اس کے نقائص کی نشاندہی قبل از وقت ہو سکے۔ متذکرہ ڈویلپر مشین کی inspection ابھی ممکن نہیں ہے کیونکہ فرم نے اس سے منسلک یو۔پی۔ایس ابھی تک supply نہیں کیا، جبکہ ہسپتال اس سلسلے میں ان سے مسلسل رابطے میں ہے اور ریڈیالوجی ڈیپارٹمنٹ کے پروفیسر سے مشورہ کے بعد اس مشین کو جلد ہی استعمال میں لایا جائے گا۔ متعلقہ سٹور کیپر کو نوکری سے معطل کر دیا گیا ہے اور اس کے خلاف انکوائری کی جا رہی ہے جبکہ متعلقہ فرم کے خلاف کارروائی زیر غور ہے۔ مزید برآں ہسپتال کی انتظامیہ ریڈیالوجی ڈیپارٹمنٹ کو مکمل طور پر جدید آلات سے آراستہ کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ C.T Scan کا 24 گھنٹے کام کرنا، MRI کی تنصیب اور اس کی اہلیت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ بہتر سہولیات کی فراہمی ہسپتال کی کوششوں کا غماز ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ مجھے تو یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ 35 لاکھ روپے کی نئی مشین کے نقائص کو چیک کرنے کا کیا مقصد ہے، یہ کس قسم کی بات ہے؟ جب 35 لاکھ روپے کی مشین فروخت کی جاتی ہے تو اس کو بجلی لگا کر چیک نہیں کیا جاتا کہ وہ on ہو گی یا نہیں۔ ایک تو مجھے یہ بات ذرا عجیب سی لگی ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر اس میں کوئی irregularity نہیں تھی تو پھر ڈاکٹروں سے کس چیز کی تفتیش ہو رہی ہے؟ کل City-42 پر بات ہو رہی تھی کہ گنگا رام ہسپتال، فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں ایک جنریٹر A.C چلانے کے لئے انہی کی حکومت نے دیا تھا لیکن یہ کروڑوں روپے کا جنریٹر بھی آج تک وہاں پر install نہیں ہو سکا۔ یہ انتظامی غفلت کی بات ہے۔ میں اس جواب کو کیسے مان لوں؟ اگر آپ ہاؤس کے floor پر بحث نہیں کرنے دیں گے اور ہر سوال اسی طرح ٹال دیا جائے گا تو پھر بہتری کیسے ہو گی؟ میں بالکل اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ آپ گنگا رام

ہسپتال کو example بنا کر اسی حوالے سے انکوائری کروالیں۔ آپ کو کروڑوں روپے کی ایسی مشینری ملے گی جو کہ supply تو کی گئی ہے لیکن unused پڑی ہے۔ انہوں نے جو اتنے مہنگے A.C install کئے ہیں اگر ان کو بھی چیک کر لیں تو میرا challenge ہے کہ اس میں کبوتروں نے انڈے دے دیئے ہوں گے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب ہم نے ان کو اتنا کچھ فراہم کیا ہے، ہم نے ایک لمبے چوڑے procedure سے aid حاصل کی۔ چاہے وہ کسی بھی حکومت نے کی ہے، ان کی حکومت نے کی ہے یا ہماری حکومت نے کی ہے تو اس کے بعد ایسے ہی کہہ دینا کہ یہ انتظامی غفلت ہے۔ یہ کسی طرح سے بھی مناسب نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ 35 لاکھ روپے مالیت کی مشین کو چیک کئے بغیر لگایا نہیں جا سکتا۔ میں کہتی ہوں کہ This is a very lame excuse اتنے اہم مسئلے کو کہ جس میں قوم کا بہت زیادہ پیسا لگا ہوا ہے اس طرح سے ignore نہ کیا جائے۔ یہاں پر آپ نے ایک دفعہ پہلے بھی رولنگ دی تھی کہ ایم۔پی۔اے صاحبان کو تمام institutions کے Management Boards میں ممبر بنایا جائے گا۔ یہ اسی لئے کہا گیا تھا کہ ان کے جو اس قسم کے مسائل ہیں، ان کے خلاف جو رپورٹس آتی ہیں ان کے بارے میں وہ اسمبلی کو جواب دہ ہوں۔ اگر ہم اس طرح کے ایک lame excuse اور لکھے ہوئے جواب کو accept کر لیں گے تو پھر ہمارا یہاں اتنی باتیں کرنے کا کیا مقصد ہے؟ تحریک التوائے کار پر irresponsible department کی طرف سے یہ جو ایک lame excuse آرہا ہے مجھے کم از کم منظور نہیں ہے، نہ مجھے سمجھ آیا ہے اور نہ ہی میں اس جواب سے مطمئن ہوں۔ یہ کیا بات ہوئی کہ 35 لاکھ روپے کی مشین کو پہلے چیک کریں گے؟ پھر ان بے چارے ڈاکٹروں کا کیا قصور ہے کہ جن کی انکوائری ہو رہی ہے؟ آپ کی رولنگ کہاں چلی گئی؟ اسمبلی یا کوئی ایم۔پی۔اے کیوں نہیں پوچھ سکتے؟ آپ اس تحریک پر بحث کروائیں۔ نہ صرف گنگا رام ہسپتال کی مشین بلکہ تمام وہ مشینیں، اے۔سی، جنریٹرز جو حکومت ان اداروں کو سپلائی کرتی ہے ان کی accountability کی جائے۔ لہذا میں یہ گزارش کروں گی کہ اس تحریک پر بحث رکھوائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! ابھی آپ جو بحث کر رہی ہیں یہ نہیں ہو سکتی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں تو assist کر رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ assist بھی نہیں کر سکتے۔ آپ نے تحریک التوائے کار move کی، ایک point raise کیا اور وزیر قانون صاحب نے اس کا مفصل جواب دے دیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پلیز، پھر بتائیں کہ ہم کیا کر سکتے ہیں؟ اس طرح سے تو یہ تحریک التوائے کار dispose of ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، اگر آپ چاہتی ہیں کہ اس پر بحث ہو تو اس کا ایک طریق کار ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جس خدشہ کا اظہار کیا ہے میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ مافیا جو کہ ہسپتالوں کو machines، ادویات، کروڑوں روپے کے ایئر کنڈیشنز اور دوسری چیزیں سپلائی کرتا ہے بڑا strong ہے۔ یہ بالکل دو نمبر اور defective چیزیں سپلائی کرتے ہیں اور اس کے بعد مختلف طریقوں سے press and stress کر کے چیزوں کو clear کرواتے ہیں۔ اس ڈویلپر مشین کے ساتھ یو۔پی۔ایس اور دوسرے documents متعلقہ فرم نے سپلائی نہیں کئے، جن کے بغیر اس مشین کی inspection نہیں ہو سکتی اور جب تک inspection نہیں ہو گی اس وقت تک یہ clear نہیں ہو گی۔ جب clear نہیں ہو گی تو پیسے نہیں ملیں گے۔ اب سارا شور تو اسی بات کا ہے کہ one way or the other انھوں نے اب یہ راستہ اختیار کر لیا ہے کہ ہم اس طرح سے pressure ڈلوا کر اس کو clear کروائیں اور پیسے حاصل کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحبہ کی بات بالکل درست ہے کہ یہ بڑا قیمتی پیسا ہے اور پھر مریضوں کا معاملہ ہے۔ جب ہسپتال میں already کام چل رہا ہے تو اس مشین کو without inspection وہاں پر install نہیں ہونا چاہئے۔ اس کی clearance کے بعد ہی اس فرم کو payment ہونی چاہئے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس کو عرصہ زیادہ ہو گیا ہے تو میں آج ہی ڈیپارٹمنٹ سے کہوں گا کہ اس inspection کے معاملے کو فوری طور پر solve کیا جائے۔ اگر وہ documents produce کرتے ہیں تو آپ اس کی inspection کریں اور اس کو clear کریں یا reject کریں لیکن اگر وہ documents produce نہیں کرتے تو پھر آپ اس مشین کو واپس کر دیں۔ اس معاملے کو زیادہ دیر prolong نہ کریں۔ میں یہ کہوں گا کہ ہمیں یہاں سے یہ تاثر نہیں دینا چاہئے کہ یہ مشینیں، ایئر کنڈیشنز، جنریٹرز اور اس قسم کی دوسری چیزیں without inspection install کی جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میں یہ کہوں گا کہ جو ایک proper procedure ہے اس کو follow کرنا چاہئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں رانا ثناء اللہ خان صاحب کی بہت شکر گزار ہوں کیونکہ انھوں نے ایک responsible جواب دیا ہے۔ یہی اس اسمبلی کا مقصد ہے کہ جب ایک floor issue پر آئے تو کوئی responsibility لے اور میں شکر گزار ہوں کہ رانا صاحب یہ ذمہ داری لے رہے ہیں۔ امید ہے کہ اس حوالے سے ہاؤس کو بھی آگاہ کیا جائے گا۔ وزیر قانون صاحب کی assurance کے بعد میں سمجھتی ہوں کہ میرا آج ایک مقصد پورا ہو گیا ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ جی، شاہ صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! آپ نے فرمایا تھا کہ میں وزیر قانون صاحب سے بات کرلوں تو میری ان سے بات ہو گئی ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی جواب نہیں آیا۔ لہذا گزارش ہے کہ میری اس تحریک کو pending کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی تحریک کا نمبر کیا ہے؟

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! اس کا نمبر 612 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، یہ پیر ولایت شاہ کھگہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 612 اور وہ تحاریک التوائے کار جو کہ پیش ہو چکی تھیں اور جواب نہیں آئے pending کی جاتی ہیں۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ہمیشہ اپنی باری کا انتظار کرتی ہوں۔ ہمیں بھی موقع دیا جائے۔ یہاں بحث شروع ہو جاتی ہے اور ہم لوگ ہمیشہ رہ جاتے ہیں۔ especially میں رہ جاتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر وزیر قانون صاحب کہتے ہیں تو ہم ان کی تحریک کو take up کر لیتے ہیں۔ ویسے وقت ختم ہو چکا ہے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میں نے کل بھی گزارش کی تھی کہ میں زراعت کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں لہذا rules کو suspend کیا جائے۔ آپ نے لاء منسٹر صاحب کی طرف اشارہ کیا تھا تو میں نے لاء منسٹر صاحب سے permission لی تھی انہوں نے permission دے دی ہے۔ میں آپ کے کوئی دو منٹ لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! آپ منسٹرز کی سیٹ پر کھڑے ہو کر بات نہیں کر سکتے لہذا آپ ذرا پیچھے آ جائیں۔ اتنی دیر میں ہم محترمہ فائزہ ملک والی تحریک لے لیتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میری بھی ایک تحریک التوائے کار ہے آپ اس کو out of turn لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی تحریک التوائے کار کا کیا نمبر ہے؟ اس کو صرف پیش کر دیں۔

ایل ڈی اے کی جوہر ٹاؤن سکیم فیز-I اور فیز-II کی فائلوں کی گمشدگی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میری تحریک التوائے کار نمبر 327 ہے۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 09/07/07 کی خبر کے مطابق لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی جوہر ٹاؤن فیز ون اور فیز ٹو کی 1,061 فائلیں ایل ڈی اے کے ریکارڈ سے لاپتا ہو گئی ہیں۔ ان فائلوں کے صحیح ہونے کی چونکہ تصدیق نہیں کی جا سکتی چنانچہ ایل ڈی اے نے ان پلاٹوں کی خرید و فروخت پر پابندی عائد کر دی ہے اور اعلان کیا ہے کہ ان پلاٹوں کے لین دین کے سلسلے میں ایل ڈی اے پر کسی قسم کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہو گی۔ ایل ڈی اے کی مجاز اتھارٹی نے سکروٹنی کمیٹی کی رپورٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے ان فائلوں کو گم شدہ قرار دے دیا ہے اور ان فائلوں سے متعلق ہر قسم کی کارروائی مثلاً allocation, examination قبضہ کارروائی، این او سی، ٹرانسفر کارروائی، منظوری نقشہ وغیرہ فوری طور پر روک دی گئی ہے۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کی تحریک پیش ہو گئی ہے اس کو جواب کے لئے اگلے session تک pending کیا جاتا ہے۔ یہ قواعد کی معطلی کی ایک تحریک ہے۔ محترمہ فائزہ احمد ملک، محترمہ نیلم جبار چودھری، محترمہ آصفہ فاروقی، محترمہ کشور قیوم، محترمہ نجمی سلیم، محترمہ فوزیہ بہرام، محترمہ مس طلعت یعقوب، محترمہ ساجدہ میر، محترمہ نرگس پروین اعوان، محترمہ آمنہ بٹر، محترمہ رفعت سلطانہ ڈار، محترمہ صغیرہ اسلام، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، محترمہ شبینہ ریاض، ڈاکٹر مسرت حسن، محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت

قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے home based workers کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محترمہ فائزہ احمد ملک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

محترمہ فائزہ احمد ملک: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے home based workers کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے home based workers کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! مجھے کسی تحریک پر اعتراض نہیں ہے۔ میں بھی اس تحریک کی mover ہوں لیکن مجھے قواعد کے مطابق صرف ایک technical اعتراض ہے۔ اسمبلی میں اس سے پہلے یہ نوبت نہیں آئی، جب سے یہ اسمبلی بنی ہے تب سے private resolution وغیرہ کوئی پارلیمانی سیکرٹری پیش نہیں کر سکتا۔ اس قرارداد میں اتنی ساری خواتین movers ہیں ان میں سے کوئی ایک خاتون اس کو move کر سکتی ہے اور یہ اتنی important resolution ہے اس کو technical reasons کی بنیاد پر ہمیں ضائع نہیں ہونے دینا چاہئے اس لئے بہتر یہ ہے کہ کوئی اور معزز خاتون اس کو پیش کر دے اور ہم اس کو unanimously pass کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کس rule کے تحت یہ کہتی ہیں کہ پارلیمانی سیکرٹری پیش نہیں کر سکتے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! سپیکر چیمبر میں آپ کے ساتھ میری discussion ہوئی تھی۔ mover کی definition پر سیکرٹری صاحب کے اور تحفظات تھے، آپ نے اور رانا صاحب نے ایک علیحدہ interpretation پیش کی۔ اگر اس پر interpretation کی بات ہے تو میں بھی اس پر

study کر کے research لے کر آ جاؤں گی اور آج تک House کے اندر اس طرح کا precedent نہیں ہے اس کا مطلب ہے کہ اس House سے پہلے جتنے بھی Houses ہوئے ہیں ان میں لوگ قواعد وضوابط کی پابندی نہیں کرتے تھے اور اس کا مطلب ہے کہ آج کے بعد تمام پارلیمانی سیکرٹریز کے لئے بھی اس کی پابندی ہٹ جانی چاہئے، تمام پارلیمانی سیکرٹریز Adjournment Motions بھی پیش کر سکتے ہیں، تمام motions move کی جا سکتی ہیں۔ اگر اس بحث میں جانا ہے تو پھر یہ resolution kill ہو جائے گی لہذا آپ سے میری request ہے کہ یہ بڑی important resolution ہے اس کو ہمیں technical reasons پر اس طرح kill نہیں ہونے دینا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی پارٹی کی خاتون ہے اور آپ نے مل کر move کی ہوئی ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری پارٹی کی خاتون کی بات نہیں ہے، بات rules and regulations کی ہے۔ باقی خواتین بھی میری پارٹی کی ہیں، کوئی ایک خاتون کھڑی ہو کر اس کو پیش کر دے، بات ختم ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ دیکھیں ناں کہ اگر آپ definition کو follow کریں تو اس کے اندر (s) ہے جس میں mover کی definition ہے اب وہ بڑی clear ہے۔ mover کی definition ہے:

Mover means the mover of a Bill a Resolution, a motion, an amendment of a Bill or a Resolution or a Motion and in the case of a government bill.

بڑا specific ہے کہ جہاں پر government bill آئے گا وہ کون پیش کر سکتا ہے،

Or a resolution, a motion or an amendment a minister or a Parliamentary secretary.

اب جہاں پر گورنمنٹ کا بل آنا ہے وہاں پر یہ bar ہے کہ minister or Parliamentary secretary پیش کر سکتا ہے لیکن جہاں پر خالی بات ہو رہی ہے جہاں پر ایک Bill, Resolution or Motion or amendment of Bill آنی ہے وہ کوئی بھی پیش کر سکتا ہے اس پر bar نہیں ہے کہ وہ پارلیمانی سیکرٹری پیش نہیں کر سکتا۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس میں ایک اور بھی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ مفاد عامہ کا Resolution ہے اور مفاد عامہ کا Resolution پیش کرنے میں قطعی طور پر

کسی minister Parliamentary Secretary پر کوئی قدغن نہیں ہے۔ میں روزانہ Leader of the Opposition اور محترم راجہ ریاض صاحب سے مشورہ کر کے Resolution پیش کرتا ہوں جو کہ مفاد عامہ کے متعلق ہوتے ہیں یا کوئی ایسا معاملہ ہوتا ہے جس کو condemn or appreciate کرنا ہوتا ہے تو اس میں تو کوئی فرق نہیں ہوتا۔ یہ Bill مفاد عامہ میں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جو بڑی پسی ہوئی worker class ہے اس سے متعلق اگر ایک Bill کوئی Minister or Parliamentary Secretary پیش کر دے تو جب گورنمنٹ اسے oppose نہیں کر رہی تو اسے آپ سمجھ لیں کہ وہ بل گورنمنٹ کی طرف سے ہے اس میں کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! راناصاحب نے مفاد عامہ کی بات کی ہے وہ تمام پارلیمانی لیڈرز کے ساتھ بیٹھ کر unanimously ہوتی ہے۔ یہ resolution ہماری پیپلز پارٹی کی خواتین کی طرف سے آرہا ہے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس پر سیاسی point score کرنے کی پھر کوشش کیوں کی جا رہی ہے؟ پھر یہ کہیں کہ ہم اپنا نام بنانے کے لئے کرنا چاہتے ہیں اس میں ہم عام عورت کا فائدہ نہیں دیکھنا چاہتے، اس میں کیا قدغن ہے کہ جو آج تک House میں نہیں ہوا یا تو آپ کہہ دیں کہ اس سے پہلے والی Assemblies قواعد و ضوابط follow نہیں کرتی تھیں اور یہ اسمبلی نئے قواعد و ضوابط follow کرے گی پھر تو ٹھیک ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر سیاسی point scoring کرنی ہے That is something else. پھر اس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے لیکن اگر یہ آج سے پہلے پنجاب کی parliamentary history میں نہیں ہوا ہے اور اسے کوئی اور خاتون پیش کر لیں گی تو اس میں کیا problem آ جائے گی اور فائزہ ملک صاحبہ کی شان میں کیا گستاخی ہو جائے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ نے یہاں پر یہ objection raise کیا، Chair نے اس objection کو دیکھ کر اس کی relevant definition کو پڑھا تو Chair یہ سمجھتی ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری یہ Motion پیش کر سکتی ہیں تو اس لئے میں اب اس کو آگے چلاتا ہوں۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے home based workers کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محترمہ فائزہ احمد ملک قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

گھریلو کارکنوں کی فلاح و بہبود کے لئے قانون سازی کی ضرورت

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان پاکستان بھر کے تقریباً 8.52 ملین گھریلو کارکن جن کی بڑی تعداد خواتین پر مشتمل ہے کے حقوق کے تحفظ کا عزم کرتا ہے اور پاکستان کی معیشت میں ان گھریلو کارکنوں کے کردار کو سراہتا ہے۔ یہ گھریلو کارکن ملک میں کل خواتین آبادی کے 70 فیصد کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ کارکن بے شمار گھریلو صنعتوں مثلاً فٹبال مینوفیکچرنگ، قالین بافی، لکڑی کا کام، دستی کھڈیاں، کشیدہ کاری، چوڑیاں بنانے اور مختلف مال کی پیکنگ سمیت کئی دیگر سرگرمیوں میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ ایوان ان کارکنوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے مؤثر قوانین کی ضرورت بھی تسلیم کرتا ہے۔ یہ ایوان سمجھتا ہے کہ گھریلو کارکنوں کے حقوق کے تحفظ، کام کرنے والی جگہوں پر غیر امتیازی سلوک، بچوں سے مزدوری اور جبری مشقت کے خاتمے، کم از کم اجرت کا مقرر کیا جانا، سوشل سکیورٹی کا دائرہ کار اور اوقات جیسے مسائل فوری حل کے متقاضی ہیں۔ یہ ایوان صوبائی اور وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ان گھریلو کارکنوں کی بہتری کے لئے فوری اقدامات اٹھائے جائیں جن سے ملک کی معیشت بہتر ہوگی، لیبر قوانین میں گھریلو کارکنوں کو شامل کرنے اور ان کی بہتری اور ترقی کے لئے فنڈز مختص کرنے سے پاکستان کو خوشحال ملک بنانے میں مدد ملے گی۔ یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ گھریلو کارکنوں کے اندراج کے لئے یونین کونسل کی سطح پر ایک مہم شروع کی جائے تاکہ ان کی بہبود کو منظم طریقے سے سرانجام دینے میں مدد مل سکے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان پاکستان بھر کے تقریباً 8.52 ملین گھریلو کارکن جن کی بڑی تعداد خواتین پر مشتمل ہے کے حقوق کے تحفظ کا عزم کرتا ہے اور پاکستان کی معیشت میں ان گھریلو کارکنوں کے کردار کو سراہتا ہے۔ یہ گھریلو کارکن ملک میں کل خواتین آبادی کے 70 فیصد کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ کارکن بے شمار گھریلو صنعتوں مثلاً فٹبال مینوفیکچرنگ، قالین بافی، لکڑی کا کام، دستی کھڈیاں، کشیدہ کاری، چوڑیاں بنانے اور مختلف مال کی پیکنگ سمیت کئی دیگر سرگرمیوں میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ ایوان ان کارکنوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے مؤثر قوانین کی ضرورت بھی تسلیم کرتا ہے۔ یہ ایوان سمجھتا ہے کہ گھریلو کارکنوں کے حقوق کے تحفظ، کام کرنے والی جگہوں پر غیر امتیازی سلوک، بچوں سے مزدوری اور جبری مشقت کے خاتمے، کم از کم اجرت کا مقرر کیا جانا، سوشل سکیورٹی کا دائرہ کار اور اوقات جیسے مسائل فوری حل کے متقاضی ہیں۔ یہ ایوان صوبائی اور وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ان گھریلو کارکنوں کی بہتری کے لئے فوری اقدامات اٹھائے جائیں جن سے ملک کی معیشت بہتر ہوگی، لیبر قوانین میں گھریلو کارکنوں کو شامل کرنے اور ان کی بہتری اور ترقی کے لئے فنڈز مختص کرنے سے پاکستان کو خوشحال ملک بنانے میں مدد ملے گی۔ یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ گھریلو کارکنوں کے اندراج کے لئے یونین کونسل کی سطح پر ایک مہم شروع کی جائے تاکہ ان کی بہبود کو منظم طریقے سے سرانجام دینے میں مدد مل سکے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس کی مخالفت کوئی بھی نہیں کرے گا۔ اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان پاکستان بھر کے تقریباً 8.52 ملین گھریلو کارکن جن کی بڑی تعداد خواتین پر مشتمل ہے کے حقوق کے تحفظ کا عزم کرتا ہے اور پاکستان کی معیشت میں ان گھریلو کارکنوں کے کردار کو سراہتا ہے۔ یہ گھریلو کارکن ملک میں کل خواتین آبادی کے 70 فیصد کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ کارکن بے شمار گھریلو صنعتوں مثلاً فٹبال مینوفیکچرنگ، قالین بافی، لکڑی کا کام، دستی

کھڈیاں، کشیدہ کاری، چوڑیاں بنانے اور مختلف مال کی پیکنگ سمیت کئی دیگر سرگرمیوں میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ ایوان ان کارکنوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے مؤثر قوانین کی ضرورت بھی تسلیم کرتا ہے۔ یہ ایوان سمجھتا ہے کہ گھریلو کارکنوں کے حقوق کے تحفظ، کام کرنے والی جگہوں پر غیر امتیازی سلوک، بچوں سے مزدوری اور جبری مشقت کے خاتمے، کم از کم اجرت کا مقرر کیا جانا، سوشل سکیورٹی کا دائرہ کار اور اوقات جیسے مسائل فوری حل کے متقاضی ہیں۔ یہ ایوان صوبائی اور وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ان گھریلو کارکنوں کی بہتری کے لئے فوری اقدامات اٹھائے جائیں جن سے ملک کی معیشت بہتر ہوگی، لیبر قوانین میں گھریلو کارکنوں کو شامل کرنے اور ان کی بہتری اور ترقی کے لئے فنڈز مختص کرنے سے پاکستان کو خوشحال ملک بنانے میں مدد ملے گی۔ یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ گھریلو کارکنوں کے اندراج کے لئے یونین کونسل کی سطح پر ایک مہم شروع کی جائے تاکہ ان کی بہبود کو منظم طریقے سے سرانجام دینے میں مدد مل سکے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ فائزہ ملک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! میں آپ کی اور ہاؤس کی بہت شکر گزار ہوں۔ میں نے یہ قرارداد لانے کے لئے جو کوششیں کیں، اس میں میں خاص طور پر ذکر کرنا چاہوں گی کہ ڈاکٹر مسرت حسن صاحبہ اور محترمہ شبینہ ریاض صاحبہ کی کاوشیں بھی اس میں شامل ہیں۔ ہم تقریباً دو اڑھائی ماہ کی محنت کے بعد آج اس قرارداد کو اسمبلی میں پیش کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ میں نے اس قرارداد میں تمام خواتین کو اس لئے شامل کیا تھا کیونکہ میری یہ خواہش تھی کہ یہ صرف مجھ اکیلی کی کوشش نہیں ہونی چاہئے اس میں تمام ساتھی خواتین شامل ہونی چاہئیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ کہنا چاہوں گی کہ یہاں پر ابھی ایک فضا create کی گئی تھی اور ماحول ناخوشگوار ہوا۔ مجھے اس کا افسوس ہے کہ میری اس کوشش کو خراب کرنے کے لئے سب کا دل خراب کیا گیا۔ بہرحال آپ سب کا بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ہاؤس کا وقت 15 منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔ جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ پچھلے دنوں تھیلیسیما بیماری کے متعلق یہاں بحث چلی تھی اور شیخ علاؤالدین صاحب کی ایک تحریک التوائے کار بھی آئی تھی۔ اس میں مجھ سے شرعی نقطہ نظر سے پوچھا گیا تھا تو میں اس سلسلے میں وضاحت لایا ہوں جو میں اسمبلی کے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ قریبی رشتہ داروں میں شادی نہیں کرنی چاہئے بلکہ رشتہ داروں سے باہر شادی کرنی چاہئے۔ اس کے فوائد بہت سارے لکھے گئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اولاد صحت مند ہوتی ہے اور اس خاندان کی بیماریاں سرایت نہیں کرتیں۔ باہر کے خاندانوں کے ساتھ تعلقات بڑھتے ہیں اور قطع رحمی کا معاملہ بھی نہیں آتا۔ یہ روایت ابو غریب ابن خدامہ جلد نمبر 15 صفحہ نمبر 95 پر درج کی گئی ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! بہت شکریہ۔ جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے محترمہ فائزہ ملک صاحبہ کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ آخر کار خواتین کے حوالے سے یہ پہلی کوشش تھی جو اسمبلی میں آئی۔

جناب سپیکر! میں دوسری گزارش آپ کے توسط سے معزز وزیر قانون صاحب سے یہ کرنا چاہتی ہوں کہ جس طرح gesture of goodwill کے طور پر انھوں نے women issue کو اہمیت دیتے ہوئے سمجھا کہ یہ مفاد عامہ کا issue ہے تو اسی issue پر ہم پہلے ہی اس اسمبلی اجلاس کے شروع ہونے سے پہلے In House Working Protection Bill, 2009 کے نام سے اسمبلی میں جمع کروا چکے ہیں۔ میں معزز وزیر قانون صاحب سے آپ کے توسط سے یہ درخواست کرتی ہوں کہ براہ مہربانی! اس Bill کو بھی آپ consider کریں اور اس کو اپوزیشن کا Bill نہ سمجھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس کو کسی ایک جماعت کا issue نہ بنائیں۔ یہ پوری قوم کا issue ہے اور پورے ملک کی خواتین کا issue ہے۔ بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری یہ گزارش ہے کہ آپ نے پرسوں یہ فرمایا تھا کہ اگر کوئی معزز وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری on the floor of the House کوئی غلط statement یا غلط جواب دیتا ہے تو اس کے خلاف تحریک استحقاق پیش کی جا سکتی ہے۔ میں جناب کے علم میں یہ بات لے کر آئی تھی تو آپ نے کہا تھا کہ میں اس issue کو اٹھا لوں۔ میں نے تحریک استحقاق جمع کروائی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اس طرح نہیں کہا تھا۔ آپ اس کو لے کر سپیکر کے چیمبر میں آئیں۔ اس کو دیکھ لیں گے اور thrash out کریں گے اور جو اس کی legalities ہیں اس کو دیکھ لیں گے۔ اس کے بعد آپ بات کیجئے گا۔ آپ اس کو میرے پاس لے کر آئیے گا، میں اس کو دیکھ لوں گا۔ بہت شکریہ۔ جی، عائشہ جاوید صاحبہ!

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ جو جتنا discipline میں رہتا ہے اس کو بالکل ignore اور neglect کیا جاتا ہے۔ میں نے on the floor of the House جب بھی کوئی بات کی ہے تو with proof اور solid evidence کے ساتھ بات کی ہے۔ میں نے کبھی یہاں شاہ کی وفاداری کرنے کی کوشش نہیں کی۔

جناب سپیکر! kindly وقت دے دیا کریں۔ I am greatfull and we are very hopefull from you. Thank you so much میں نے یہاں دو چار دفعہ point out کیا تھا اور وزیر قانون صاحب نے بھی یقین دہانی کرائی تھی۔ اس کا جواب مجھے وزیر قانون صاحب کی طرف سے موصول ہو گیا ہے کہ جو over and above entitlement ہوم اکنامکس کالج کی ایک لیکچرار کو گھر الاٹ کیا گیا تھا کیونکہ Education Department does not fall in that category تین departments ہیں جن میں S&GAD صوبائی اسمبلی اور ہائیکورٹ آتے ہیں۔ انھیں گھر الاٹ کئے جا سکتے ہیں۔ وزیر قانون صاحب کی طرف سے جواب آیا ہے اور اس میں یہ وضاحت کی گئی ہے، چونکہ ان کے شوہر بیمار تھے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے دریادلی کا ثبوت دیتے ہوئے ان کو وہاں گھر الاٹ کر دیا تھا۔ میں نے جب نشاندہی کی تھی تو اس کے بعد ان کی الاٹمنٹ منسوخ کی گئی ہے۔ میں نے جون میں نشاندہی کی تھی یعنی جب تک ہم نشاندہی نہیں کریں گے تو آپ لوگ میرٹ پر کام نہیں کریں گے۔ اس کا کیا جواب ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ کا تاثر درست نہیں ہے کہ ان کی نشاندہی پر اُن کی الاٹمنٹ منسوخ کی گئی ہے۔ compassionate grounds پر اُن کو یہ مکان الاٹ کیا گیا تھا گو اُن کا محکمہ اس category میں fall نہیں کرتا لیکن چونکہ انہوں نے بتایا کہ ان کے خاوند دل کے مریض ہیں، جناح ہسپتال میں زیر علاج ہیں اور علاج کے سلسلے میں بصورت ایمرجنسی جانا پڑتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے ایک سرکاری رہائش گاہ الاٹ کر دی جائے جو comparatively اس ہسپتال کے

نزدیک ہو۔اِس groundپر اُن کو مکان الاٹ کر دیا گیا جو first floor پر ایک فلیٹ تھا۔بعد میں اُس خاتون نے کہا کہ میں نے first floor پر فلیٹ نہیں لینا لہذا مجھے ground floor پر کوئی گھر الاٹ کیا جائے۔اس بنیاد پر انہیں کہا گیا کہ آپ اس کا possession لے لیں اور possession لینے کے دس دن ہوتے ہیں لیکن انہوں نے possession نہیں لیا، پھر دوبارہ ان کو reminder بھیجا گیا کہ آپ اس کا possession لے لیں۔جب انہوں نے اُس فلیٹ کا possession لینے سے انکار کیا تو اُس وقت due to this reason ان کی الاٹمنٹ منسوخ کی گئی۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! الاٹمنٹ exactly ایک سال پہلے کی گئی تھی اور دس دن کا جو نوٹس دیا گیا وہ میرے کہنے کے بعد دیا گیا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ وضاحت کر دوں کہ الاٹمنٹ subject to vacation ہوتی ہے یعنی جب کسی کو الاٹمنٹ ہوتی ہے تو جب کوئی گھر خالی ہو تو پھر اُس کو offer کیا جاتا ہے کہ آپ اس گھر کا possession لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ نے یہ کہا کہ اُن کی entitlement نہیں بنتی تھی اور وزیر اعلیٰ نے اُن کو گھر الاٹ کر دیا، بنیادی طور پر تو آپ کا مسئلہ یہی ہے۔لاء منسٹر صاحب جس طرح بتا رہے ہیں کہ compassionate grounds پر General Clauses Act کو دیکھیں تو rules making authority وزیر اعلیٰ ہیں اور اُن کے پاس rules relax کرنے کی بھی اتھارٹی ہے۔اُس خاتون کا مسئلہ genuine تھا تو جب وزیر اعلیٰ صاحب نے دیکھا کہ General Clauses Act میں اِس کی باقاعدہ provision موجود ہے اور ایک خاتون کا مسئلہ بھی genuine ہے تو اُس پر انہوں نے اُس خاتون کو compassionate grounds پر گھر الاٹ کر دیا۔اب آپ پلیز تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اس پر مجھے ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس issue کو drop نہ کریں۔سب سے پہلے میں عائشہ جاوید کی بات کو آگے لے کر جانا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔اس بات پر آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جب وزیر اعلیٰ صاحب نے انتہائی بردباری اور consideration کا ثبوت دیا ہے جو کہ ایک وزیر اعلیٰ کے شایان شان بھی ہے تو اب انہوں نے ایک precedent set کر دیا ہے جیسے آپ نے rules quote کئے ہیں کہ اس بنیاد پر گھر الاٹ ہو سکتا ہے۔ میرے شوہر خود دل کے مریض ہیں لیکن ہمیں relaxation نہیں دی گئی۔ میرے پاس تین کیس اور بھی ہیں جس میں above all rules الاٹمنٹس کی گئی ہیں۔ ڈاکٹر اور ٹیچر سے allergic جو rule بنایا گیا ہے اور صرف DMG اور ایڈمنسٹریشن گروپ کو گھر الاٹ کیا جاتا ہے، اُس کے خلاف میں on behalf of every teacher and every doctor احتجاج کرتی ہوں۔ ایک ڈاکٹر کو کیوں حق نہیں ہے؟ یہی بات میں نے کل بھی کی تھی کہ ایک ڈاکٹر اور ٹیچر کا لفظ سنتے ہی پابندی کیوں لگائی جاتی ہے، کیا ہم services نہیں کرتے؟ یہ مسئلہ کوئی چھوٹا مسئلہ نہیں ہے۔ جب وزیر اعلیٰ صاحب اتنے بردبار اور عقل مند ہیں، میں ببانگ دہل اُن کی اس رحم دلی اور اچھے اقدام پر appreciate کرتی ہوں تو یہ rule بننا چاہئے۔ کیا کوئی اور بیمار نہیں ہے؟ میں کہتی ہوں کہ اس پر باقاعدہ تحریک لائیں۔ عائشہ نے جو کیس present کیا اور اُس کے پیچھے پڑی رہی ہیں تو میں اسی کی وساطت سے پورے پنجاب کے ڈاکٹروں اور اساتذہ کے حوالے سے کہوں گی کہ لاہور میں آخر ایسی کیا قیامت آ گئی ہے کہ اساتذہ اور ڈاکٹروں کو ignore کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر رجسٹر ہو گیا ہے۔ میں نے ہاؤس کا وقت سوا تین بجے تک بڑھایا تھا اور آج کے ایجنڈے پر جنوبی پنجاب کی ترقی پر عام بحث تھی۔ لاء منسٹر صاحب! آئندہ آنے والے اجلاس میں ہم اس کو پہلے take up کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر اِس پر آج ہاؤس بحث نہیں کرنا چاہتا تو پھر آپ اس کو Business Advisory Committee میں refer کر دیں تاکہ اگلے اجلاس میں جس طرح سے بھی اس کا تعین کرنا چاہیں گے اُسی طرح سے کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ Business Advisory Committee کو refer کیا جاتا ہے تو کمیٹی اس پر جو بھی دن مختص کرے گی اُس دن اس پر بحث کر لی جائے گی۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ایک تو آپ نے جناح باغ کے حوالے سے لاء منسٹر صاحب سے کہنا تھا کہ پرسوں اس پر میٹنگ رکھ لیں گے لیکن اُس وقت لاء منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے تھے اور دوسرا کل یہاں پر ایجوکیٹرز کا معاملہ discuss کیا تھا لیکن منسٹر ایجوکیشن نہیں تھے۔یہ دو اہم issues ہیں اس پر آپ نے جو بھی کہنا ہے کہہ دیں کہ پرسوں اس پر میٹنگ رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! ابھی آپ تھوڑی دیر کے لئے باہر گئے تھے تو اُس وقت باغ جناح کے حوالے سے میں نے کہا تھا کہ پرسوں کے لئے یہ آپ سے مل لیں اور جو بھی matters ہیں discuss کر لیں۔اس میں جگہ کا بھی decision ہو چکا ہے لیکن وہاں پر کچھ problems آ رہی ہیں۔باغ جناح میں encroachment کے متعلق جو بات ہو رہی ہے شیخ صاحب بیٹھ کر آپ سے discuss کر لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: میری گزارش یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب اس پر پہلے بھی مہربانی کر چکے ہیں تو اب یہ اُن کو بلا لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی اجلاس کے فوراً بعد PAC-I کا چیئرمین کے الیکشن کے سلسلے میں اجلاس ہے تو اُس کے بعد یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں تو جو بھی اس سلسلے میں کارروائی کرنا ضروری ہوگی وہ کر لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جیسے recently باغ جناح PHA کے پاس چلا گیا ہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اُن کو بلا لیں کیونکہ اب وہ محکمہ زراعت کے پاس تو رہا نہیں ہے اور دوسرا میرا ایجوکیشن سے متعلق معاملہ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اب ہاؤس سے باہر جاؤں گا تو ان کو بلاؤں گا۔

شیخ علاؤالدین: جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! انہوں نے ہمیشہ آپ کے ساتھ تعاون کیا ہے۔جو یہاں بات ہوئی ہے وہ اُس کو انشاء اللہ تعالیٰ follow کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ان کا شکر گزار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایجوکیٹرز کے حوالے سے منسٹر ایجوکیشن موجود نہیں ہیں لیکن میں نے already کہا ہوا ہے۔ لاء منسٹر صاحب! ایجوکیشن منسٹر صاحب سے ایجوکیٹرز کے حوالے سے میٹنگ رکھوانی ہے تو جب شیخ صاحب آپ کے پاس آتے ہیں تو اس کو بھی ذرا make sure کروالیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں نے صبح بھی آپ سے request کی تھی تو آپ نے کہا تھا کہ فائل منگوا کر اُس motion کو دیکھ لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کو ہم نے دیکھا ہے اور اس کے اندر کافی زیادہ amendments propose ہوئی ہیں تو ہم اُن سب کو لے رہے ہیں کیونکہ فوری طور پر یہ حل ہونے والا مسئلہ نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس پر ہم نے already recommendations بنا کر بھیجی ہوئی ہیں، جو آپ نے suggestion دی ہے وہ بڑی اہم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ہم committees کی empowerment کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو suo moto powers پر already کام ہو بھی رہا ہے تو آپ کی تجاویز کو ہم ساتھ ملا کر فوری طور پر action بھی لیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: یہ کس تاریخ تک ہو جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مجھے اجلاس کے بعد ملیں۔ اس پر already جو کمیٹی بنی ہوئی ہے اُس میں ہم آپ کو بھی شامل کر کے اس پر work کریں گے۔

ملک محمد عباس راں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں! ہاؤس کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

ملک محمد عباس راں: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اِس ملک کے غریب کسان کی خاطر ایک اہم قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں جو اس ملک اور اِس صوبے کے لئے دن رات محنت کر رہا ہے۔ دھان کی فصل جو اگیتی اقسام کی تھی اُس کی کٹائی ہو چکی ہے باقی سُپر کی کٹائی شروع ہونے والی ہے۔ گورنمنٹ نے سُپر گاڈ کی قیمت -/1250 روپے مقرر کی ہے لیکن ابھی تک خریداری مراکز قائم نہیں ہوئے۔ پچھلے سال بھی دھان کی قیمت -/1500 روپے ہونے کے باوجود -/1200-/1100 روپے کسان کو ملی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راں صاحب! آپ ماشاء اللہ ہمیشہ rules کو follow کرتے ہیں اور کل سے آپ نے کہا ہوا تھا کہ میں نے یہ پیش کرنی ہے۔ اس کا باقاعدہ ایک طریق کار ہوتا ہے، جس طرح محترمہ نے پیش کی تو پہلے انہوں نے مجھے تحریک جمع کرائی تھی۔ اس پر میری آپ سے صرف اتنی عرض ہے کہ اگر آپ اس پر باقاعدہ تحریک لے کر آتے، ہاؤس سے اجازت لیتے تو پھر اسے پیش کر دیتے۔ اب میں آپ کو پڑھنے کی اجازت بھی نہیں دے سکتا۔

ملک محمد عباس راں: میں نے پوچھ لیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے پوچھ لیا تھا لیکن ہم نے ہاؤس کے procedure کو بھی follow کرنا ہے۔ میں بالکل آپ کے ساتھ ہوں۔

پوائنٹ آف آرڈر

پاسکو کی طرف سے چاول کی خریداری

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وزیر زراعت اور وزیر خوراک کسی وقت دونوں اکٹھے مل کر اِس پر کوئی پالیسی کا اعلان کر دیں کیونکہ یہ بڑا grave مسئلہ ہے جو سارے علاقوں میں ہے۔ پاسکو والوں نے purchasing کے لئے کہا ہے لیکن اُن میں سے بھی 60 purchasing centres اِس rice belt میں ہوں گے اور 40 سندھ میں ہوں گے لیکن جنوبی پنجاب میں شاید نہیں ہوں گے؟ یہ بڑا اہم issue ہے لہذا حکومت پنجاب اور منسٹر صاحبان اس میں دلچسپی لیں۔ اب اِن کو باور کرا دیا گیا ہے لہذا اس پر کوئی مہربانی فرما دیں۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! اگر منسٹر صاحب یہاں یقین دہانی کرا دیں تو ضروری نہیں ہے کہ ہم اس پر کوئی قرارداد لائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! آج میں نے اسلام آباد سے فون پر پتا کیا ہے، فیڈرل سیکرٹری ملک سے باہر ہیں اور ایڈیشنل سیکرٹری راجہ شاہد سے میری بات ہوئی ہے۔ پنجاب سے وہ اپنے

شیلرز یا چاول کی ملوں کے توسط سے دو لاکھ ٹن paddy خرید رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ پچھلے سال آپ نے دس لاکھ ٹن کا ٹارگٹ دیا تھا لیکن آپ نے چار لاکھ ساٹھ ہزار ٹن خریدا اور جو قیمت پندرہ سو روپے تھی وہ بھی ادا نہیں ہوئی۔ اب چونکہ چاول ایکسپورٹ ہو رہے ہیں۔ دنیا میں بھی چاول کی مقدار کم ہے، انڈیا میں بھی چاول کی مقدار کم ہے اس لئے اس کی قیمت بڑھے گی۔ اس کی قیمت وفاقی حکومت مقرر کرتی ہے انہوں نے -/1250 روپے سپر باسمتی کی مقرر کی ہے، -/600 اری کی مقرر کی ہے اور 385 باسمتی کی قیمت ایک ہزار روپے مقرر کی ہے۔ یہ قیمتیں وفاقی حکومت نے مقرر کی ہیں۔ ابھی procurement شروع کر رہے ہیں لیکن وہ پنجاب سے دو لاکھ ٹن paddy خریدیں گے۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ آپ کم از کم دس لاکھ ٹن خریدیں کیونکہ اس کی مقدار اتنی ہے لیکن وہ اس پر آمادہ نہیں تھے۔ آپ کو جیسا کہ علم ہے کہ پنجاب حکومت نے 58 لاکھ ٹن گندم procure کی اور اس میں سے 25 لاکھ ٹن کو سٹور کرنے کی گنجائش نہیں تھی، 30 لاکھ ٹن سٹوروں میں ہے اور 21 لاکھ ٹن باہر پڑی ہے اور اس کی ادائیگی بھی کرنی ہے۔ پنجاب حکومت کے پاس اتنی capacity نہیں ہے کہ وہ چاول کی خریداری کر سکے۔ ہم وفاقی حکومت سے کہہ رہے ہیں کہ وہ اس کی خریداری کا انتظام کرے۔ ابھی انہوں نے یکم نومبر سے پہلے پہلے خریداری شروع کرنی ہے اور پنجاب سے وہ دو لاکھ ٹن خریداری کر رہے ہیں۔ اس میں 75 فیصد سپر باسمتی لیں گے اور 25 فیصد اری-6 لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بھی دو بڑے اہم مسائل کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ ہے کہ کل حکومت پنجاب اور حکومت پاکستان نے یہ اعلان کر دیا کہ 21 تاریخ سے تمام تعلیمی ادارے بند رہیں گے اور تعلیمی اداروں میں کوئی کام نہیں ہوگا اور نہ ہی کوئی پیپر ہوگا لیکن ٹیکنیکل بورڈ نے آج first time میں 2nd annual کا پیپر لیا ہے اور جو لوگ اس خبر کی وجہ سے پیپر نہیں دے سکے وہ سٹوڈنٹ اور ان کے والدین بڑے پریشان ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! مجھے ایک بات بتائیں کہ آپ کی حکومتی وزراء کے ساتھ بنتی نہیں ہے؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! حکومتی ایجوکیشن منسٹر چھٹی پر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بیٹھے ہیں، آپ ان سے بات کریں۔ آپ حکومتی ممبر ہو کر ہاؤس میں ایسا point اٹھا رہے ہیں؟ یا تو ادھر سے کوئی بات کر کے پھر آپ لے کر آتے تو بات تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم منڈا صاحب نے جس concern کا اظہار کیا ہے وہ دراصل on the floor of the House بھی یہ بات کرنی چاہتے تھے ویسے وہ یہ بات دو تین دفعہ مجھ سے کر گئے ہیں۔ (قہقہے)

یہ نہیں ہے کہ مجھ سے انہوں نے نہیں کی۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ان کا concern بالکل valid ہے کیونکہ رات یہ اعلان ہو چکا تھا اس لئے بعض بچے امتحان کے لئے نہیں گئے ہوں گے۔ ان کے والدین کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے اس پیپر کو ہم دوبارہ repeat کروا دیں گے اور اس طرح سے جو پیپر نہیں دے سکے انہیں موقع ملے گا۔ دوسرا میں گزارش کروں گا کہ جس طرح سے منڈا صاحب نے اس کا ذکر کیا ہے کہ حکومت پنجاب نے یہ کوئی خوشگوار فیصلہ نہیں کیا۔ دراصل حالات ایسے بن گئے تھے کہ سب سے پہلے آرمی والوں نے اپنے تمام سکول بند کر دیئے، پھر اسلام آباد میں جب یہ واقعہ ہوا تو Federal territory میں سارے سکول بند کر دیئے گئے، پھر شام کو سندھ کا فیصلہ آ گیا کہ انہوں نے سارے سکول بند کئے ہیں، پھر سرحد کا فیصلہ آ گیا تو ان حالات میں ایک تو اس activity کو جاری رکھنا ٹھیک نہیں تھا کیونکہ کل کو اگر کوئی ایسا واقعہ ہو جاتا تو بڑی embarrassment ہوتی۔ دوسرا یہ کہ ہم نے ان اداروں کو صرف اس لئے بند کیا ہے کہ اس دوران انشاء اللہ تعالیٰ یہ دورانیہ ایک ہفتے سے زیادہ نہیں ہوگا، تمام سکولوں میں ہم نے کہا ہے کہ سکولوں کے ہیڈ ماسٹرز، پرنسپلز والدین کے ساتھ میٹنگ کریں، میٹنگ کرنے کے بعد متعلقہ ایس ایچ او اور ایس پی سے اپنے معاملے کو discuss کریں اور وہاں پر جو کم از کم سکیورٹی ہونی چاہئے اس کا انتظام کریں، اگر کوئی سکول ہمیں ایک دن بعد کہتا ہے کہ ہم نے اپنی سکیورٹی کا انتظام پوری طرح سے کر لیا ہے، آپ چیک کر لیں تو ہم اس کو تیسرے دن بھی اجازت دے دیں گے کہ ٹھیک ہے آپ اپنے تعلیمی و تدریسی عمل کو جاری کریں۔ ایک ہفتے کے اندر اس انتظام کو ensure کرنے کے بعد سکولوں میں دوبارہ تعلیم کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ چند دن قبل تھانہ شرقپور کے گاؤں ساجووال میں آتش گیر مادہ پھٹنے سے دو غریب گھرانوں کے بچے جاں بحق ہو گئے اور چار معصوم بچے جن میں سے ایک بچے کی عمر تقریباً ڈیڑھ دو سال تھی وہ زخمی ہو گئے۔ پہلے بھی کئی دفعہ ایسے واقعات ہوئے ہیں اور repeat ہو رہے ہیں۔ میں کئی مرتبہ on the floor of

the House اور Law Enforces Agencies کو یہ گزارش کر چکا ہوں کہ تھانہ شرقپور کے علاقہ میں جو آتش گیر مادہ ہے اور جو آتش بازی کا سامان تیار ہوتا ہے اس کو فوری طور پر بند کیا جائے جو کہ غیر قانونی کاروبار ہے اور اس میں میری گزارش یہ بھی ہے کہ جس طرح شیخوپورہ روڈ پر ایک فیکٹری میں سلنڈر پھٹنے سے دو یا تین مزدور جاں بحق ہوئے اور ان کے لواحقین کو compensate کیا گیا تو میں اس ایوان کی وساطت سے حکومت پنجاب کو بڑے ادب سے گزارش کروں گا کہ جو غریب گھرانوں کے بچے اس incident میں فوت ہو گئے تھے براہ مہربانی ان کے لواحقین کو معاوضہ یا compensation ادا کی جائے۔ میں حکومت پنجاب کا شکر گزار ہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! لگتا ہے آپ ممبران کو باہر وقت نہیں دیتے جو وہ on the floor of the House آکر کہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! On the floor of the House بات کرنے کا ایک اپنا aspect ہوتا ہے لیکن میں انتہائی ادب سے گزارش کروں گا کہ کل ہمارے دفتر میں ایک میٹنگ کے سلسلے میں آئی جی پولیس، ہوم سیکرٹری اور سیکرٹری پراسیکیوشن میرے پاس تقریباً گھنٹہ، ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھے رہے اور اس دوران منڈا صاحب بھی وہاں پر موجود رہے۔ انہوں نے اس وقت یہ مسئلہ ان کے اور نہ ہی میرے گوش گزار کیا۔ آج انہوں نے بات کی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ آج ہی ہوم سیکرٹری کو میں direct کروں گا۔ یہ مجھے نشاندہی کر دیں جس جگہ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر کوئی آتش گیر مادہ وغیرہ بنتا ہے۔ باقی جو یہ compensation کی بات کر رہے ہیں تو اس کے لئے اگر کوئی ایسا واقعہ ہوا ہے جس میں کوئی شہری ہلاک ہوا ہے اس کے کوائف دے دیں، انشاء اللہ اس کیس کو process کروا دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، شیر علی صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے اس ہاؤس سے خصوصاً وزیر قانون سے یہ درخواست ہو گی کہ آپ نے general discussion on development of Southern Punjab رکھی ہے اس بحث میں Northern Punjab کو بھی شامل کر لیا جائے۔ اصل میں بحث backward areas پر ہونی چاہئے کہ ان کی development کے لئے کیا کیا جا رہا ہے why specifically Southern Punjab ہم شاید جنوبی پنجاب سے زیادہ backward ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ محترم شیر علی صاحب نے جو بات کی ہے یہ بالکل valid ہے اور اگر اس بحث کو اس طرح سے کر لیا جائے کہ "backward areas of Punjab" آپ Southern Punjab یا North کا ذکر نہ کریں اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو بے شک آپ اس پر رولنگ فرما دیں کہ یہ جو آئندہ بحث ہونی ہے اس میں یہ آ جائے کہ جو backward areas of Punjab ہیں خواہ وہ Central ہو، Northern ہو یا Southern ہو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ چونکہ یہ already بزنس ایڈوائزری کمیٹی کو بھیج دیا ہوا ہے اور وہاں جو اس کا ٹائٹل ہے وہ بھی وہیں پر decide ہو جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!---

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ۔ خان صاحب! میں آپ کی طرف آ رہا ہوں۔ میاں صاحب! آج آپ کو بھی floor دیتا ہوں۔ محترمہ! آپ جلدی بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر!---

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت دس منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے ایک تحریک بھی جمع کروائی تھی اور وزیر قانون صاحب کے نوٹس میں encroachment of green belt کے حوالے سے پروفیسر محمد ادریس ملک کا issue لے کر آئی تھی۔ مجھے ان کی طرف سے ایک جواب موصول ہو گیا ہے میں ان کی بے حد مشکور بھی ہوں کہ انہوں نے اس کو take up کیا ہے لیکن میں آپ کی وساطت سے گزارش یہ کروں گی کہ اس میں محکمے کی طرف سے کچھ چیزیں غلط بتائی جا رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! اب میں آپ کو بتاؤں---

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ---

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، پہلے میری بات سن لیں---

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں پہلے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں ۔ یہ طریقہ نہیں ہے۔ آمنہ الفت صاحبہ ماشاء اللہ آپ تو اتنا اچھا follow کرتی ہیں۔ اس سلسلہ میں اگر کوئی جواب آیا ہے اور آپ سمجھتی ہیں کہ اس میں کوئی بات غلط ہے تو پہلے آپ ان سے discuss کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہی کہنے لگی تھی کہ براہ مہربانی مجھے ان سے وقت لے دیا جائے کہ محکمے کے علاوہ دوسرے فریق کو بھی سن لیں، شاید ان کو فیصلہ کرنے میں اور انصاف کرنے میں زیادہ آسانی ہو جائے گی۔ ایک بہتر طریقے سے کسی بے گناہ کو کوئی تکلیف نہ ہو اور یہ میرے کوئی رشتہ دار نہیں ہیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وزیر قانون کے ہاتھ سے کوئی غلط فیصلہ نہ ہو اور انصاف ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! محترمہ آپ سے مل لیں گی اور آپ اسے دیکھ لیجئے گا۔

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! اس دفعہ آپ نے جس طرح ایوان کو چلایا ہے اور ہمارے ممبران کو پوائنٹ آف آرڈر کے متعلق جتنا ہو سکا سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ ڈیڑھ سال گزر گیا ہے اب رعایت ختم ہونی چاہئے اور House کو ضابطے کے تحت چلنا چاہئے۔ میں اس دفعہ دیکھ رہا تھا کہ چاہے رانا اقبال صاحب سپیکر ہوں یا جناب، کوشش کی گئی ہے کہ House کو ضابطے کے تحت چلایا جائے اور اسی اجلاس میں جتنی کوشش کی گئی ہے پہلے کبھی نہیں کی گئی تھی۔ میں تمام ممبر صاحبان کو بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ اس دفعہ پورے دس دن میں ایک دفعہ کورم ٹوٹا ہے اور باقی دن کورم مکمل رہا ہے۔ بہت اچھے طریقے سے کارروائی ہوئی ہے۔ کئی بل پیش کئے گئے ہیں اور ایک بل پاس کیا گیا ہے۔ آپ نے ممبران کی تحاریک استحقاق یا التوائے کار کو انہیں اچھی طرح مطمئن کر کے نمٹایا ہے اور ایک نئی روایت جو آپ نے اس دفعہ پیدا کی ہے کہ رات کے ساڑھے گیارہ بجے تک House کو چلایا گیا ہے اور کبھی بھی ایسا نہیں ہوا اور صرف آپ نے اس لئے چلایا ہے کہ ممبران میں سے کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ زراعت چونکہ ایک اہم معاملہ ہے اور اس پر جو بھی ممبران بولنا چاہتے تھے آپ نے ساڑھے گیارہ بجے تک رات کو اجلاس چلایا اور ہر ممبر کو باری دی اور کوئی ممبر ایسا نہیں ہے کہ اسے باری نہ دی گئی ہو۔ میں ان سب چیزوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے جس طریقے سے House کو چلایا،

میں لاء منسٹر صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ ہمارے معزز ممبران کی باتیں سن کر صبر و تحمل کے ساتھ جواب بھی دیتے رہے اور مطمئن کرنے کی کوشش بھی کرتے رہے۔ میں ان سب چیزوں پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہمیں امید ہے کہ آئندہ اجلاس میں جو چیزیں یہاں حسب ضابطہ نہیں بھی ہوئیں تو انشاءاللہ تعالیٰ آئندہ House کو حسب ضابطہ چلایا جائے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! ایجوکیٹرز پر جس طرح شیخ علاؤالدین صاحب نے بات کی تھی اسی طرح محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ نے بھی کی تھی تو ان کی بھی میٹنگ آپ نے وزیر تعلیم کے ساتھ اکٹھی کروانی ہے۔ اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے اس لئے اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(69)/2009/117.Dated 22nd October 2009. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Salmaan Taseer** Governor of the Punjab hereby prorogue the 14th Session of the Provincial Assembly of the Punjab with immediate effect.

Dated Lahore, the	**SALMAAN TASEER**
22nd October 2009	**GOVERNOR OF THE PUNJAB"**